وعظ وتقریر کی اہم کتاب

معمولات حکیم الامّت
یعنی
حضرت تھانوی کے اُصول

مرتب
ابو العرفات مولانا محمد ناصر صاحب تاولی
استاذ جامعہ حکیم الامت اسارا، ضلع باغپت

باہتمام
مولانا حافظ آصف حسن قاسمی

مکتبہ تفسیر القرآن
چھتہ مسجد دیوبند

وعظ و ملفوظ [illegible] اہم ترین

حضرت تھانویؒ کے اصول وضوابط

حضرت تھانویؒ کی مبارک زندگی کے اہم معمولات
مع نایاب ملفوظات حکیم الامتؒ

مرتب

مولانا محمد ناصر خلیفہ مجاز حضرت شیخ مولانا افتخار الحسنؒ

مصدقہ: حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی
مہتمم وقف دارالعلوم دیوبند

پیشکش: مولانا حافظ آصف حسن قاسمی

مکتبہ تفسیر القرآن جامع مسجد دیوبند

کمپیوٹر کتابت: دارالحسن دیوبند، فون 01336-223236

کچھ کتاب کے بارے میں

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کا شکر و احسان ہے کہ زیر نظر کتاب "معمولات حکیم الامت یعنی حضرت تھانویؒ کے اصول وضوابط" مرکز دعوت ارشاد جامعہ حکیم الامتؒ اسارا ضلع باغپت کی طرح دیوبند سے بھی اشاعت پذیر ہوگئی ہے یہ کتاب درحقیقت ابوالعرفات حضرت مولانا ناصر صاحب تاولوی زیدمجدہم خلیفہ مجاز حضرت شیخ مولانا افتخار الحسن کاندھلوی دامت برکاتہم کی عرق ریزی اور طویل جد وجہد کا ثمرۂ نیک ہے زیر نظر کتاب میں حضرت حکیم الامت کی خانقاہی مثالی حیات طیبہ سے لیکر حضرت کی ذاتی اور نجی زندگی کے زریں اُصول اور قیمتی ضوابط ہیں جن کو اختیار کر کے وقت عزیز کو قیمتی سے قیمتی بنا کر باآسانی فلاح دارین حاصل کی جاسکتی ہے بہر حال حضرت مرتب ومؤلف موصوف کے دینی وملّی جذبے کے تحت کتاب کی اشاعت اور حضرت حکیم الامتؒ کے علوم ومعارف کو عام سے عام کرنے کی غرض اور تبلیغی مقصد کے پیش نظر مرکز علوم نبوت دیوبند سے بھی کتاب کی اشاعت کا ارادہ کیا گیا ہے جو الحمدللہ پایۂ تکمیل کو پہنچا زیر نظر ایڈیشن میں افادۂ عام کی غرض سے تبرکاً حضرت جدّ المکرّم خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا سیّد حسنؒ وجدّ المکرّم فقیہ ملّت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے نام حضرت حکیم الامتؒ کے نایاب مکتوبات بھی شریک اشاعت کئے گئے اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا ایک خط جدّ المکرّم کے نام شامل کیا گیا خداوند قدوس اس کتاب کو مزید مقبولیت سے نوازے اور حضرت مرتب موصوف مولانا محمد ناصر صاحب زیدمجدہم کو اس خدمت کا صلہ عطاء فرمائے آمین۔ فقط والسلام

آصف حسن قاسمی

نبیرۂ فقیہ ملت

خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

فہرست عنوانات

عرض احوال

امت کی جن مقدس ہستیوں نے اپنے علوم و معارف، حکمت و بصیرت، مشاہدات و تجربات، اور قوت فکر و عمل سے اپنی حیات میں اپنے عہد کو متاثر کیا اور پھر اپنے بعد صفحہ ہستی پر نقش دوام چھوڑ گئے مثلاً حجۃ الاسلام امام غزالی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی حضرت تھانوی کی ذات گرامی بھی ہے۔ اشرف العلماء حکیم الامت، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی بااصول زندگی اور منظم طریقہ کار نے کس قدر نمایاں دینی خدمات انجام دی ہیں ان کا احاطہ اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے آپ کی تالیفات، مکتوبات، ملفوظات، مواعظ و خطبات وغیرہ سب کی تعداد تقریباً ایک ہزار سے اوپر پہنچتی ہے۔ ان میں وہ مؤلفات بھی ہیں جو آپ کی سرپرستی میں آپ کے اشارے اور مشورے پر تحریر کی گئیں۔

آپ کی تالیف ”بیان القرآن“ علم تفسیر میں، امداد الفتاوی، علم فقہ میں، اور ”تربیت السالک“ علم تصوف میں مجتہدانہ شان اور استنادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے باقیات صالحات میں اس وافر مقدار میں علمی، اصلاحی اور حکمت و بصیرت سے لبریز

مواد موجود ہے کہ اس کے انتخاب اور اشاعت ہی سے کتنے لوگوں کے حصے میں دینی خدمت آچکی ہے اور آئندہ بھی نامعلوم کتنے حضرات اس بحر بے کراں سے سیراب ہو کر اپنی علمی تشنگی بجھائیں گے۔ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص (خواہ وہ سند یافتہ عالم و فاضل ہو یا محض دینی فکر و شعور رکھنے والا ہو) صرف آپ کی تالیفات و تحریرات ہی کو اپنا محور علم بنالے تو وہ کبار مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں کے ہم پلہ ہو جائے گا۔

ہندو پاک کے بہت سے علمی حلقوں، تنظیموں، انجمنوں، اور رسالوں میں آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابوں کی نشر و اشاعت کا کام بحمد اللہ جاری ہے۔ آپ کے علمی باقیات میں سے انتخاب و اختصار کا کام پہلے بھی ہو تا رہا ہے اور اب بھی جاری ہے۔ اور جیسا کہ مولانا نور الحسن راشد صاحب نے لکھا ہے تقریباً تیس سے زیادہ منتخبات شائع ہو چکے ہیں۔ تصوف میں "شریعت و طریقت" انتخاب حضرت مولانا محمد دین صاحب خلیفہ حضرت تھانویؒ، "اصلاح خواتین، اسلامی سیاست و حکومت" انتخاب حضرت مولانا زید صاحب استاذ جامعہ ہتھورا باندہ اس ضمن میں قابل ذکر ہیں۔ عارف باللہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رئیس المجذوبین کے ملفوظات کا انتخاب بھی آپ کے ملفوظات کے ذیل میں پاکستان میں کسی صاحب نے شائع کیا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی زیر نظر کتاب "حضرت تھانوی کے

اصول و ضوابط"۔ بھی ہے۔ اس عنوان کی کئی کتابیں اس سے پہلے بھی لکھی گئی ہیں۔ مثلاً

آداب زندگی۔ یہ حضرت تھانوی کے چار رسائل حقوق الاسلام، حقوق الوالدین، آداب المعاشرت، اغلاط العوام کا مجموعہ ہے۔

معمولات اشرفی و معمولات سفر۔ ترتیب حضرت مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب بجنوری خلیفہ حضرت تھانویؒ

آداب المعاشرت۔ یہ خود حضرت تھانوی کی تصنیف ہے جس پر مرشد الامت مولانا مفتی مہربان علی صاحبؒ نے اضافہ بھی کیا ہے۔ نیز ملفوظات حکیم الامت، اشرف السوانح، خطبات حکیم الامت میں یہ اصول و ضوابط متفرق طور پر تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

الغرض حضرت تھانوی کی اصول پسندی کی برکت اور ثمرہ یہ تھا کہ دنوں کا کام گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا کام منٹوں میں انجام پاتا تھا حضرت مولانا حکیم مصطفا صاحبؒ رقم فرماتے ہیں:

حضرت والا کے وقت میں حق تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی ہے کہ تھوڑے وقت میں بہت کام ہو جاتے ہیں۔ رسالہ "الابتلاء" سوا صفحہ کا تین گھنٹے میں ایک جلسے میں لکھا ہے۔ اس کی جامعیت حیرت انگیز ہے اور ایک تقریر بحیثیت صدر مجلس ہونے

کے میرٹھ کے جلسے مؤتمر الانصار میں پڑھی تھی جو بتیس صفحہ پر دُعَاةُ الأُمَّةِ وَهُدَاةُ الْمِلَّةِ. کے نام سے چھپی ہے وہ صرف پانچ گھنٹہ کی لکھی ہوئی ہے اسی طرح بہت سی تحریریں ہیں جو کسی کے جواب میں طول کے ساتھ لکھنی پڑی ہیں، مگر منٹوں میں گھنٹوں کا کام کیا ہے۔ (معمولات اشرفی ص ۸۴)

یہاں یہ بات بھی قابل وضاحت ہے کہ بااصول طریقۂ کار کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ حضرت تھانوی کبھی اس کے خلاف نہیں کرتے تھے۔ اور ان اصولوں سے کبھی تخلف نہیں ہوتا تھا۔ بل کہ یہ سمجھنا چاہیے کہ صاحب اصول اپنے اصولوں پر غالب اور حاکم ہوتا ہے۔ وہ اپنی اور دوسروں کی مصلحت کی خاطر اصول وضع کرتا ہے پھر جب کوئی داعیہ ہوتا ہے ان اصولوں کے خلاف بھی کر دیتا ہے۔ مرشدی و مرشد العالم حضرت مولانا مفتی شاہ افتخار الحسن صاحب کاندھلوی خلد اللہ ظلالہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:

نانوتہ سے منشی زکریا جو سہارن پور مدرسہ میں ملازم تھے ان کے لڑکے کی تھانہ بھون ایک بارات گئی تھی۔ ہم نو عمر تھے، حضرت تھانویؒ نکاح خوانی کے لیے مدعو تھے جب حضرت تھانویؒ نکاح خوانی کے لیے تشریف لائے، کیوں کہ قرابت داری تھی اس قرابت کا خیال فرماتے ہوئے حضرت نے ہم سب بچوں سے بھی محبت کا اظہار فرمایا، اور ساتھ ہی خانقاہ آنے کی دعوت بھی دی، ہم سب بچے ظہر

کی نماز کے بعد حضرت کے خلوت خانے میں پہنچ گئے، حالاں کہ یہ حضرت مولانا کے خلوت خانے میں تصنیفی مشغولی کا وقت تھا مگر اس کے باوجود سب کام چھوڑ چھاڑ کر دیر تک بے تکلف باتیں فرماتے رہے، اسی دوران حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ ناظم اعلی مظاہر علوم سہارنپور نے جو اسی بارات کی نسبت سے ایک روز پہلے سے خانقاہ میں تشریف رکھتے تھے اطلاع بھیجی کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی خاموشی کے ساتھ آکر بیٹھ جاؤں؟ تو حضرت نے یہ کہہ کر منع فرمادیا: "آپ سے تو صبح پیٹ بھر کر باتیں ہو چکی ہیں"۔

اس واقعہ میں اپنے اصول کی پابندی اور ایک خاص داعیہ کے تحت اس سے انحراف ظاہر ہے۔ قرابت داری کے لحاظ سے بچوں کی دل جوئی ایک داعیہ تھا اس لیے بے تکلف باتیں فرماتے رہے۔ اور حضرت ناظم اعلاَ کے ساتھ کوئی خاص داعیہ خیال نہیں فرمایا اس لیے منع فرمادیا۔

الغرض باضابطہ اور بااصول زندگی کامیابی پانے کا ایک اہم عنصر ہے جو حضرات اس راہ کے راہی ہیں ان کو اس کا مشاہدہ، تجربہ اور بصیرت حاصل ہے، جو حضرات اس کا تجربہ نہیں کر سکے ہیں، وہ تجربہ کریں اور حکیم الامت مجدد الملت کے بصائر، تجربات، آزمودات اور مشاہدات سے اس راہ میں روشنی حاصل کریں۔

مرکز دعوت وارشاد حکیم الامت بانی و مؤسس مرشد الامت

حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب نور اللہ مرقدہ کے سلسلۂ اشاعت کی یہ پہلی اشاعت ہے اللہ تعالی اس کو حسن قبول عطا فرمائے۔ اور امت کی جانب سے ان حضرات اکابر کو اپنی شایان شان بدلا عطا فرمائے۔ یہ کتاب مسودے کی شکل میں تھی جب اور کتابت ہو چکی تھی تب میں نے کئی مرتبہ مرشدی و مرشد العالم حضرت اقدس مدظلہ العالی کو سنائی۔ اگرچہ غایت احتیاط اور بسا مصروفیات کی وجہ سے کچھ تحریر کرانے کی نوبت نہیں آئی لیکن آپ نے عنایت فرمائی اور تقاضا کر کر کے جگہ جگہ سے کئی کئی بار سنا اور مشوروں سے نوازا۔ حق تعالی حضرت والا کو اس پر اپنی رحمت کے خزانوں سے بھرپور جزا عطا فرمائے۔ اور صحت و عافیت کے ساتھ عمر میں برکت فرمائے۔ والسلام

ابوالعرفات محمد ناصر تاولوی

۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

حضرت اقدس مولانا محمد سالم صاحب مدظلہ

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہر علمی، عملی اصلاحی اور روحانی تربیتی دائروں میں تاریخ ساز خدمات مقبولہ اہل علم و عرفان میں ان کے لیے ''منصب مجددیت'' کو محتمل نہیں بل کہ متیقن بنا رہا ہے عالم اسباب میں ہر منصب عظیم کی بنیاد نو علمی وسعت عظیمہ، قلبی انابت کاملہ، اور روحانی معرفت مقبولہ ہی سمجھی جاتی ہے کہ جو حق تعالی کی طرف سے ہر منصب پر فائز کی جانے والی شخصیت کو خلقتاً عطا فرمائی جاتی ہے، اور اس کی پُرتاثیری اور افادیت عامہ تخلق باخلاق اللہ سے آراستہ ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ کی زکاوت و ذہانت، حلم و علم، ناگفتہ حالات سے متوکلاً علی اللہ خوش آئند نتائج نکالنا اور ان کو بروئے عمل لانا جہاں آپ کی زبردست اور فیصلہ کن قوت ارادہ، اور قوت عمل کی دلیل ہے وہیں اس منصب عظیم کے مہتم بالشان تقاضوں کی تکمیل ہر قول و عمل، ہر حرکت و سکون اور ہر دائرۂ خدمت و تربیت میں، حضرت والا کے مکمل طور پر متبع سنت ہونے پر شاہد عدل بھی

ہے۔ جو آپ کی شانِ مجددیت کو کسی دلیل مزید کا ضرورت مند نہیں رہنے دیتی۔

اتباع سنت کے ساتھ زندگی کے تمام اقوال، اعمال اور احوال پر پھیلے ہوئے اصولوں کو تجسس و تلاش بسیار کے بعد کتابی صورت میں یکجا جمع کر دینا، جہاں غیر معمولی محنت و جدو جہد کا طالب تھا، وہیں اس کی تکمیل ایسی ہی ذات سے ممکن تھی کہ جو حضرت حکیم الامت سے مخلصانہ عقیدت و محبت کے ساتھ اتباع سنت کے ذوق سلیم سے بھی فطرتاً حصہ وافر پائے ہوئے ہو۔

حق تعالی نے اس مہتم بالشان افادۂ عظیم رکھنے والی خدمت کی توفیق سے محترم مولانا محمد ناصر صاحب کو نوازا، اور موصوف نے غیر معمولی شب روز تجسس کر کے، اتباع سنت پر مبنی، حضرت والا کے اصول زندگی کا ایسا ذخیرہ مغتنم فراہم فرمادیا کہ جس پر دین پسند طبقات مرتب محترم کے لیے انشاءاللہ ہمیشہ شکر گزار اور دعا گو ہوں گے۔

اللہ تعالی موصوف کی اس خدمت کو عباد صالحین میں مقبولیت عامہ، اور اپنی بارگاہِ احدیت میں مقبولیت تامہ ارزانی فرما کر مؤلف محترم کے لیے ذخیرہ آخرت فرمائے۔

محمد سالم

مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف)

۱۵/۱۱/۱۴۲۱ھ　۹/۲/۲۰۰۱ء

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب

مدرس دارالعلوم دیوبند

باسمہٖ سبحانہٗ

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ قدس سرہٗ، حکیم الامت اور مجدد الملت تھے۔ حق تعالیٰ نے ان سے دین کی بہت خدمات لیں۔ جو ان کے مواعظ و تصنیفات اور ملفوظات سے ظاہر ہے ان کی خدماتِ جلیلہ ناقابل فراموش ہیں۔ زیر نظر کتاب حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات کا منتخب حصہ ہے حق تعالیٰ اس سے مسلمانوں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محمد یوسف تاؤلوی

خادم تدریس دارالعلوم دیوبند

۲۹/۱۱/۱۴۲۱ھ
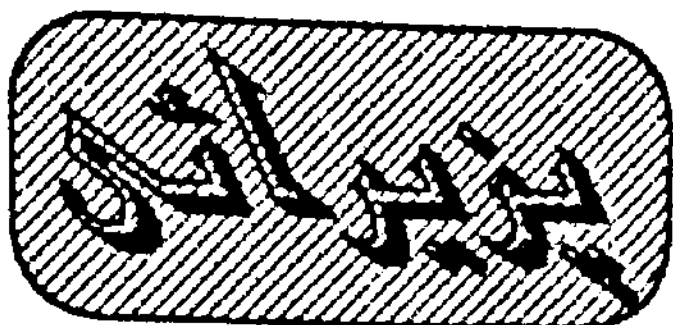
مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی

مدیر سہ ماہی احوال و آثار کاندھلہ

برصغیر ہند و پاکستان اور بنگلہ دیش کے ممتاز ترین برگزیدہ علماء، فقہاء، مفسرین، مشائخ اور اصحاب ارشاد و تربیت کا جب بھی تذکرہ ہوگا اور ان کی خاص جد و جہد اور نادرِ روزگار بصیرت و فکر کا ذکر آئے گا اور تمام بڑے علماء اور مصلحین میں سے چند ایسے افراد کو چنا جائے گا کہ جن کی دینی، ملی، علمی اور عملی خدمات کا ایک عالم معترف ہے اور جن کے بغیر برصغیر میں علم و عمل ارشاد و تربیت اور تصنیف و تالیف کی تاریخ ناتمام محسوس ہوتی ہے تو اس وقت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ضرور ہوگا، کیوں کہ اس حقیقت سے کوئی بھی باشعور شخص انکار نہیں کر سکتا کہ پچھلے سوا سو سال میں جن اکابر علماء کی دینی محنتوں سراپا عملی زندگی، متواتر جد و جہد، تصانیف، مؤلفات اور شاگردوں نے برصغیر کے دینی علمی افق پر نہایت گہرے اور دور رس نشانات ثبت کیے ہیں۔ ان میں سے ایک بہت ممتاز اور نمایاں نام حضرت مولانا تھانویؒ کا ہے۔

حضرت مولانا تھانویؒ حدیث، تفسیر، فقہ، معرفت و سلوک اور اکثر علوم و کمالات میں غیر معمولی قابلیت و امتیاز کے علاوہ انسانی زندگی اور نفسیات کے بہت بڑے ماہر اور خاص نبض شناس بھی تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ کی دینی خدمات کے گوشوں میں سے ایک نمایاں گوشا اور بڑا حصہ اصلاح اخلاق، تربیت باطن، رسوم و رواج کی تردید، نیز زندگی کے صحیح آداب و اصول کی تعلیم و ترغیب کا ہے۔

نیز حضرت مولانا کی نظر مختلف لوگوں کی اندرونی کمزوریوں اور باطنی الجھنوں کا جس طرح مطالعہ اور تجزیہ کر لیتی تھی اور حضرت مولانا کی طبیعت انسان کی کمزوریوں، شیطانی و نفسانی مکر و فریب اور عیوب پر جس قدر گہری گرفت تھی اور ان کے علاج کا جو غیر معمولی ادراک تھا اور جس طرح حضرت مولانا لمحوں میں بڑی بڑی اندرونی خامیوں اور کمزوریوں کو پکڑ لیتے تھے یقیناً ہندوستان کی قریب کی کئی صدیوں میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت مولانا کے علم و بصیرت کی تفصیل، مولانا کے خاص امتیازات نیز تجربے اور مشورے حضرت مولانا کی سینکڑوں کتابوں، مواعظ، اور ملفوظات میں بکھرے ہوئے ہیں اور جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے ان تعلیمات اور ہدایات کی قدر و قیمت کا احساس زیادہ ہو رہا ہے اور اس سے لعل و جواہر کو چن کر نئے نئے انتخاب اور عنوانات سے

مرتب کر کے شائع کیا جا رہا ہے اگر چہ اس قسم کے منتخبات پر غالباً تیس سے زائد کتابیں آچکی ہیں مگر:

ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالہ

حضرت مولانا کی تصانیف کے ذخیرہ میں مطبوعہ منتخبات کے علاوہ اور بھی متعدد مباحث اور موضوعات پر اس قدر افادات اور معلومات بکھری ہوئی ہیں کہ ان پر مزید کئی کتابیں بلکہ جلدیں تیار ہو سکتی ہیں چناں چہ یہ کام ہو رہا ہے اور آہستہ آہستہ دینی علمی ذخیرے میں مفید اضافہ ہو رہا ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک نئی کڑی مولانا محمد ناصر صاحب کی زیر نظر تالیف ہے جس میں مرتب نے حضرت مولانا تھانویؒ کے اصول کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے حضرت مولانا کے اصول زندگی بھر کے تجربات کا نچوڑ اور گہری حکمت و بصیرت پر مبنی ہوتے تھے اور ان کے بہت سے فائدے اور اثرات بھی عام طور پر دیکھے اور محسوس کیے جاتے تھے اور بہت سے دیکھنے والے اس پر حیرت زدہ رہتے تھے کہ حضرت مولانا ان بے شمار اصولوں کو کس طرح نبھاتے ہیں اور کس طرح ہمیشہ ان کو ذہن اور عمل میں تازہ اور محفوظ رکھتے ہیں اگر چہ یہ تو مشکل ہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور شخص ان تمام اصولوں کو حضرت مولانا کی طرح ایک وقت میں برت سکے گا اور ہمیشہ ان کے تمام پہلو اور گوشے اس کے ذہن میں حاضر رہیں گے اور ان سب کی

ایک ساتھ پابندی کر سکے گا لیکن اس میں شک نہیں کہ ان میں سے متعدد اصول کامیاب زندگی اور بہترین معاشرت کی روح ہیں موجودہ حالات اور ماحول کو دیکھتے ہوئے ان میں سے جس قدر بھی اصولوں کی پیروی اور پابندی کی جاسکے ان سے یقیناً بہتر نتائج پیدا ہوں گے اس خود غرضی خود پسندی معاشرتی بگاڑ اور گھروں اور خاندانوں کے بکھراؤ اور انتشار کے دور میں ان اصولوں کو اپنی زندگی میں لاکر گھریلو ماحول کو بہت بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ ان اصولوں میں افادیت کے اور بھی کئی پہلو اور سبق ہیں مرتب نے ان بکھرے ہوئے موتیوں کو یکجا کر کے اور اپنی زیر نظر تالیف میں سمیٹ کر ایک اچھی خدمت انجام دی ہے۔ اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے علوم و کمالات کے ایک اور گوشہ کو نمایاں کیا ہے امید ہے کہ اس کی پوری پوری پزیرائی ہوگی اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے گا۔ والله الموفق و علیه التکلان

نور الحسن راشد کاندھلوی

۲۷ / ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

قلبی تاثر

حضرت مولانا نجم الحسن صاحب

ناظم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی سوانح میں ان کی تنظیم کار کا باب ایک ایسا باب ہے جو نہایت سبق آموز ہے۔ وہ نہایت منتظم المزاج، اصول و ضوابط کے پابند تھے وقت کے لمحات ضائع نہیں ہونے پاتے تھے ہر کام اپنے وقت پر ہر چیز اپنی مقررہ جگہ پر کھانے، پینے، سونے، جاگنے، چلنے، اُٹھنے، بیٹھنے سب کے ضابطے سب کے آداب، رسوم سے اجتناب، نمائشی تکلفات سے احتراز، بس اپنے کام سے کام دوسروں کو زحمت سے بچانے کا کامل اہتمام، بندوں کی خدمت عبادت کے درجہ میں، ہر گفتگو ایک مقصد لیے ہوئے، بے مقصد گفتگو جیسے جانتے ہی نہ تھے۔ اور اس میں بھی اپنی مثال آپ ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وقت میں برکت بھی بڑی عطا فرمائی تھی۔ خود فرماتے ہیں کہ مجھے انضباط اوقات کا بچپن ہی سے بہت اہتمام ہے جو اس وقت سے لے کر اب تک بدستور موجود ہے، اور یہ اسی کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر دینی کام مجھ سے لے لیا ہے، میں ایک لمحہ بے کار رہنا برداشت نہیں

کرتا الخ۔

وہ نہایت منتظم المزاج اور اصول و ضوابط کے پابند تھے۔ انہوں نے مسلمانوں میں نظم و ضبط پیدا کرنے، اور ان کی راحت و سہولت اور آپس میں ایک دوسرے کو زحمت سے بچانے کا مستقل اہتمام فرمایا۔ اپنے مواعظ و ملفوظات میں اخلاق و اعمال کی درستگی، شرافت نفس اور صحیح احساسِ انسانیت پیدا کرنے پر زور دیتے کہ معاملات اور تعلقات میں اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچنے پائے، اور عملی طور پر اپنی خانقاہ میں ہر ہر موقہ و محل کے لیے اصول و قواعد تیار کیے جن کی پابندی خود بھی فرماتے اور دوسروں سے بھی کراتے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ضوابط میں استثناآت بھی بہ کثرت تھے۔ جس طرح تمام امور میں آپ کے یہاں توازن و عتدال پایا جاتا تھا اصول و ضوابط کی پابندی بھی حد اعتدال کے اندر اور افراط و تفریط سے پاک تھی۔

جس طرح پابندیٔ اصول فطرت سلیمہ کا مقتضا ہے اسی طرح ضروری اور خصوصی مواقع پر استثنا سے کام لینا بھی فطرت سلیمہ کے عین مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے یہاں کوئی قاعدہ ایسا نہیں تھا جس میں مستثنیات نہ ہوں۔ جہاں چاہتے اور جس کے لیے چاہتے ضابطے کو بالائے طاق رکھ دیتے۔ اور اسی کو اس وقت کا ضابطہ قرار دیتے۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت کے صرف علمی و عملی کارناموں کو پڑھنے والا بسا اوقات یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ ایک ایسی شخصیت جس کو شب وروز اس درجہ کی مصروفیات لاحق ہوں وہ صرف انہی مشغولیات کا ہو کر رہ گیا ہوگا۔ نہ اس کو گھر والوں کے پاس بیٹھ کر ان کے احوال سننے کا موقع ملتا ہوگا نہ وہ کسی کے ساتھ خوش طبعی کے ساتھ گفتگو کے قابل ہوگا۔ لیکن آپ کے معمولات دیکھنے سے آپ کی اس کرامت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان تمام مصروفیات کے باوجود آپ نہ صرف عام امت کے لیے اتنا عظیم الشان تبلیغی کام کرتے تھے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ گھر والوں کے حقوق کی ادائیگی کا پورا پورا اہتمام فرماتے تھے۔ اور حقوق کی ادئیگی کا مطلب صرف یہی نہیں کہ ان کے نفقہ کا انتظام کردیں۔ بل کہ ان کے پاس بیٹھتے ان کے احوال سنتے اور اپنی کہتے الخ۔۔۔۔(مقدمہ امداد الفتاویٰ ج ۱)

آئندہ صفحات میں حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے انہی حکیمانہ افادات معمولات اور اصول وضوابط کو سیکھنے سمجھنے اور اپنانے کی غرض سے پیش کیا جارہا ہے۔ حق تعالیٰ امت مسلمہ کو ان کی قدر کرنے اور مشعل راہ بنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

اس کے جامع ومرتب شیخ وقت مفسر قرآن اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب مدظلہم کے مسترشد اور خلیفۂ

مجاز مولانا ابوالعرفان محمد ناصر تاؤلوی ہیں۔

جن کو اللہ تعالیٰ نے اس موضوع سے متعلق منتشر مضامین کو بڑے سلیقے اور عرق ریزی کے ساتھ جمع کر کے پیش کرنے کی توفیق بخشی۔

حق تعالیٰ ان کو مزید توفیقات سے نوازیں اور ان کی کاوش کو قبول اور مقبول فرمائیں۔ آمین

نجم الحسن تھانوی

ناظم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون

۲۰ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

اظہار حقائق

مولانا میر زاھد صاحب مکھیالوی

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد!

حکیم الامت، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے علوم و معارف کی توسیع واشاعت کے لیے مورخہ ۵/ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۰/اگست ۱۹۹۷ء بروز یکشنبہ سیدی مرشد الامت حضرت مولانا مفتی مخدوم مہربان علی شاہ قلندر بڑوتی نور اللہ مرقدہ نے کتاب "تالیفات حکیم الامت" ملاحظہ فرماکر مرکز دعوت و ارشاد حکیم الامت کی داغ بیل ڈالی جس کے قیام کے لیے اولاً ابو الفضل انکلیو او کھلا نئی دہلی کی تجویز ہوئی اور اس پتہ سے حضرت والاؒ نے مرکز کا تعارف شائع کرایا لیکن مستقل طور پر دہلی میں انتظام نہ ہونے کے باعث مرکز کو قصبہ بڑوت منتقل فرمادیا، یہاں چند ماہ مرکز کے شعبہ "حکیم الامت لائبریری" میں کتابیں جمع کرنے کا سلسلہ جاری رہا اس کے بعد حضرت والاؒ نے بوجوہ مرکز کے جملہ کاغذات وکتب اور متعلقہ سامان مقام اسارا، ضلع باغپت یوپی میں منتقل کرادیا اور مستقل کے لیے محترم حضرت مولانا محمد ناصر صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت اقدس مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم کو مرکز کا ذمہ دار مقرر فرمایا، اس سلسلے میں مولانا کے نام حضرت والاؒ کے تفصیلی مکتوب گرامی کے چند نمبرات مختصراً حسب ذیل ہیں:

۱۔ ”آں جناب نے حکیم الامت لائبریری کی خدمات بعد استخارہ و استشارہ قبول فرمائی ہیں سب سے اول آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اخلاص میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامت کی کتابوں پر کام ہونا اصل مقصود ہے۔ جیسا کہ احقر نے زبانی بھی عرض کر دیا تھا، آپ لائبریری کا کام آہستہ آہستہ لے کر چلیں یا تیز رفتار آپ مختار ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی ہوتی رہے گی۔

۳۔ آپ اپنی پوری زندگی حکیم الامت لائبریری کے لیے وقف رکھنے کا ارادہ رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے طلب بھی کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ راہیں کھولتا جائے گا اور کام لیتا رہے گا۔

۴۔ آں جناب سے درخواست ہے دو رکعت تحیتہ الشکر ادا فرمالیں، میں گناہگار ہوں اس لئے تحیتہ التوبہ پڑھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ لائبریری کو آپ کے لیے اور آپ کو لائبریری کے لیے قبول فرمائے“۔

یوں تو حضرت تھانویؒ نے ہر شعبہ میں نمایاں کارنامے انجام دیے۔ اور تجدیدی کام اللہ نے آپؒ سے خوب لیا لیکن ان کے علاوہ انضباط و انتظام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو خصوصی مقام و امتیاز سے نوازا تھا۔ یہ ہماری اسلامی چیز ہے۔ جس کو ہم نے چھوڑا اور غیروں نے اپنایا، اس لیے خیال کرتے ہیں کہ نظام الاوقات کی پابند دوسری اقوام ہیں یہ سراسر خلاف حقیقت اور مرعوب ہونے کی بات ہے۔

بہر حال اس تجویز کے بعد سب سے اول مولانا نے انضباط و اہتمام

ہی کے موضوع پر قلم اٹھا کر اپنے مقصد کا سلسلہ شروع فرمادیا۔ چند صفحات ہوئے تو بغرض اصلاح حضرت اقدسؒ کی خدمت میں پیش کیے، آپؒ بڑے مسرور ہوئے اور دعائیں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، "ماشاء اللہ حضرت تھانویؒ کی شخصیت اور ذوق کی عکاسی کرتے ہوئے اچھے موضوع کا انتخاب فرمایا ہے خوب مبارک ہو، اللہ تعالیٰ ترقیات سے نوازے"۔ پھر فرمایا اس طرح آہستہ آہستہ غیر محسوس طریقے سے بہت کام ہو جائے گا، ہم خدام کے سامنے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مرکز حکیم الامت کے لیے مولانا ناصر صاحب اچھے دے دیے ہیں، ماشاء اللہ طبیعت میں یکسوئی ہے، خاموشی کے ساتھ بہت سا کام ہو جاتا ہے"۔

خیال تھا کہ حضرت والاؒ کی حیات میں ہی یہ کتاب طبع ہو جائے گی لیکن مشیت ایزدی کہ اس کے چند ماہ بعد ہی آپؒ علیل ہو گئے اور اسی علالت میں آپؒ محبوب حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ حضرت کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔

اس وقت جب کہ یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے اگر آپ حیات ہوتے تو یقیناً مطمئن، مسرور اور مقصود اصلی کی تعمیل سمجھتے۔ اس کا اندازہ آپؒ کے اس فرمان سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ بعض کرم فرماؤں نے مرکز کی مستقل عمارت کے لیے پیش کش کی تو آپؒ نے فرمایا، اصل مقصود کام ہے نہ کہ تعمیر، یہ کام کسی مسجد کے حجرہ میں بیٹھ کر بھی کیا جا سکتا ہے جب واقعی ضرورت ہو گی تو اللہ تعمیر بھی بنوادے گا ابھی سے اس میں نہ الجھا

جائے۔

حضرت اقدسؒ کے جو ذرا بھی مزاج شناس ہیں وہ آپؒ کے ذوق سے بخوبی واقف ہیں کہ آپؒ کے پیش نظر اصل مقصود رہتا، تعمیری چیزوں کو بقدر ضرورت ترجیح دیتے اسی مقصد کو بروئے کار لاتے ہوئے محترمِ ما حضرت مولانا محمد ناصر صاحب مدظلہ نے اس کتاب کے ذریعہ منزل کی اول سیڑھی پر قدم رکھ دیا ہے، امید ہے منتہا اور آخر مراحل تک پہنچائیں گے، اللہ تعالیٰ قدم بقدم مولانا کی نصرت فرمائے علم و عمل اور عمر میں خوب برکت فرمائے قارئین حضرات کو استفادہ اور قدر کی توفیق مرحمت فرمائے۔

"مرکز دعوت وارشاد حکیم الامت" کے تحت دیگر منصوبوں کے ساتھ "جامعہ حکیم الامت" کا بھی ایک منصوبہ تھا، جس کو مولانا مدظلہ نے باوجود بے سروسامانی کے الحمد للہ اسی سال ۱۴۲۱ھ میں شروع فرمادیا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت تھانویؒ قدس سرہ کی شخصیت کی طرح اس جامعہ کو بھی عالمگیر اور ہمہ گیر بنائے۔ اور آپؒ کے علوم و معارف کو مزید روشناس کرانے کا ذریعہ بنائے۔

والسلام

احقر زاہد کھیالوی

خادم حضرت مرشد الامتؒ

مقیم حال جامعہ فلاح دارین الاسلامیہ

بلاس پور، مظفر نگر (یوپی) ۱۸ رذی الحجہ ۱۴۲۱ھ
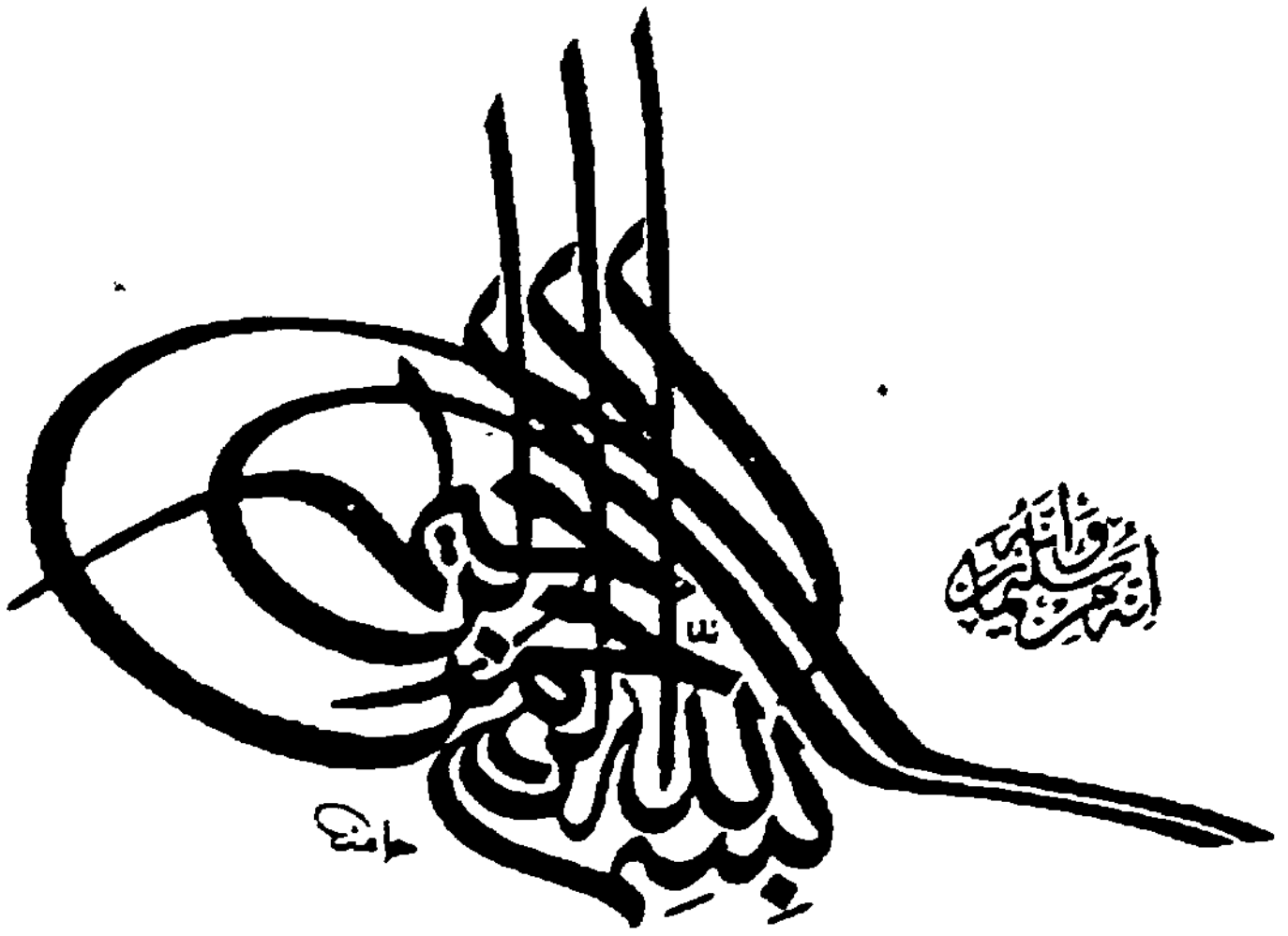
خدا کے نام سے آغاز کر رہا ہوں میں
وہ مہربان بہت اور رحم والا ہے

اصل تہذیب کیا ہے؟ فرمایا: آج کل اکثر اہل تکلف میں تہذیب تو کہاں البتہ تعذیب ہے۔ میرے نزدیک تو تہذیب اور ادب یہ ہے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے تعظیم کا نام ادب نہیں۔ (۱)

ہر چیز اپنے اپنے مرتبے پر رہنی چاہیے فرمایا: ایک صاحب نے خط میں کچھ حالات باطنی کے متعلق پوچھا ہے۔ اور کچھ مسائل فقہی پوچھے ہیں۔ اور میں خاص مصلحتوں کی بنا پر مختلف مضامین کو ایک ہی خط میں جمع کرنے سے منع کیا کرتا ہوں۔ تو میں جواب میں اگر چہ یہ لکھ سکتا تھا کہ جس خط میں احوال باطنی ہوں اس میں مسائل مت پوچھا کرو۔ مگر میں نے اس کو احکام کے ساتھ سوئے ادب سمجھ کر یہ لکھا ہے کہ جس (خط) میں مسائل پوچھنے ہوں اس میں دوسری بات نہیں لکھنی چاہیے۔ اصل میں تو جمع کرنے سے منع کرنا ہے۔ مگر چوں کہ مسائل اہم اور بڑی چیز ہیں۔ ان کے متعلق اس طرح لکھنا کہ احوال باطنی کے ساتھ مسائل نہ پوچھا کرو ایک قسم کا سوئے ادب ہے۔ بحمد اللہ میرے یہاں ہر چیز اپنے اپنے مراتب اور حدود پر رہتی ہے۔ (۲)

قانون ایجاد کرنے کی وجہ فرمایا: ضرورت کے لحاظ سے، اور بہت سے تجربوں کے بعد یہاں پر قواعد مرتب ہوتے ہیں۔ ان قواعد

---

(۱) الافاضات ج ۱ ص ۲۸۲

(۲) الافاضات ج ۱ ص ۱۸۱

سے طرفین کی راحت رسانی مقصود ہوتی ہے۔ خدانخواستہ حکومت تھوڑا ہی مقصود ہے۔ اور جیسا مجھے دوسروں کی اصلاح کا اہتمام ہے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اپنی اصلاح کا بھی خاص اہتمام ہے۔ اور صاحب کون بے فکر ہو سکتا ہے۔ کس کو خبر ہے کہ آخرت میں میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ (۳)

میرے اصولوں پر سلطنت چل سکتی ہے فرمایا: میں ہوں تو غریب آدمی کوئی محکمہ میرے ہاتھوں میں نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایسے اصول پیدا فرما دیے ہیں جن پر ایک سلطنت چل سکتی ہے۔ اور اس کی رفتار میں ذرا برابر تنگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور ان اصول کے موافق سب انتظامات ہوں (۴)

قانون ایجاد کرنے کی ایک اور وجہ فرمایا: کثرت مشاغل کی وجہ سے قواعد و ضوابط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کثرت مشاغل نہ ہوں تو پھر قواعد و ضوابط کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بے ضابطگی سے بھی تنگی نہیں ہوتی۔

مثلاً ایک شخص عصر کے بعد ملنا چاہتا ہے اور مجھ کو کوئی کتاب دیکھنا ہے یا کوئی فتویٰ لکھنا ہے تو اب تنگی ہوگی۔ سبب اس کا وہی

---

(۳) الافاضات ج ۱ ص ۱۰

(۴) الافاضات ج ۴ ص ۳۶۵

مشاغل، اور اگر کوئی کام نہ ہوتا تو اس شخص کو لے کر بیٹھ جاتا۔ دس پانچ منٹ میں کوئی حرج نہ تھا۔ (۵)

اصول صحیحہ کے اتباع کا ایک نمونہ فرمایا: ایک مولوی صاحب نے ایک رسالہ کا مسودہ حضرت والا سے دیکھنے کے لیے طلب کیا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں سب صفحات درست کر کے دوں گا۔ میں وہمی آدمی ہوں۔ اگر صفحات لگانے میں کچھ فرد گزاشت ہو گئی تو خواہ مخواہ کسی پر کیوں شبہ کیا جائے؟ (۶)

اصول کی غرض غفلت دور کرنا ہے فرمایا: ایک صاحب کا لفافہ آیا ہے جس میں نہ واپس ہونے والے پر پتا لکھا ہے۔ اور نہ اندر کے خط پر کہیں پتا لکھا ہے۔ اب بتلایئے کہ یہ خط کیسے جائے گا؟

اس پر فرمایا: لوگوں میں بیداری نہیں، غفلت ہے۔ ایسی کھلی بات اور اس میں یہ غلطی جس سے دوسرے کو ایذا پہنچے۔ اب اس لفافے کی حفاظت امانت میں رکھنا کس قدر گرانی کا کام ہے۔ ان کو تو ذرا سی غفلت ہوئی یا بھول ہوئی۔ اور دوسرے کو تکلیف پہنچی۔ یہی باتیں ہیں جن پر میں روک ٹوک کرتا ہوں۔ جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ بیداری پیدا ہو۔ غفلت دور ہو۔ اس پر بعضے خفا ہو کر چل دیتے ہیں۔ باہر جا کر بدنام کرتے ہیں۔ اپنی حرکات کو نہیں دیکھتے۔ (۷)

---

(۵) الافاضات ج ۳ ص ۲۹۳
(۶) الافاضات ج ۷ ص ۱۲۱
(۷) الافاضات ج ۷ ص ۱۲۵

اصول اسلام نئی شئی نورانیت ہے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ ان نئی چیزوں میں اکثر میں نور نہیں ہے۔ بل کہ ظلمت محسوس ہوتی ہے۔ اب یہ تحریکات حاضرہ ہیں ان کے سوچنے سے قلب پر ظلمت اور کدورت معلوم ہوتی ہے۔ جس کی وجہ یہی ہے کہ اصول اسلام اور احکام اسلام پر ان کی بنیاد نہیں ہے، اس لیے ان میں ظلمت ہے۔(۸)

اصول اسلامیہ کی خاصیت فرمایا: اصول اسلامیہ کی خاصیت کی بالکل ایسی مثال ہے جیسے گل بنفشہ میں برکت ہے زکام کے دفع کی، خواہ مسلمان پیے یا کافر پیے۔ اسی طرح جو شخص اصول صحیحہ پر عمل کرتا ہے چاہے مسلمان ہو یا کافر وہ راحت پاتا ہے۔ اصول صحیحہ میں فطرتاً یہ خاصیت ہے کہ وہ پریشانی اور کلفتوں کو دور کرتی ہے اس میں مسلم یا غیر مسلم کی قید نہیں۔

جیسے سڑک شاہی سے جو گزرے گا وہ راحت سے سفر کرے گا۔ وہ درختوں کا سایا اسے ملے گا۔ اب چاہے مسافر مسلم ہو یا غیر مسلم ہو، شیخ، سید، مغل، پٹھان ہو یا بھنگی اور چمار ہو۔ اس میں کسی کی کوئی قید نہیں۔ البتہ آخرت میں ترتب آثار کے لیے اسلام کی شرط ہے۔(۹)

میرے اصول و ضوابط سب اسلامی ہیں فرمایا: میرے جو قواعد اور ضوابط ہیں ان کو اپنی اور دوسروں کی راحت رسانی کے

---

(۸) الافاضات ج ۳ ص ۴۲
(۹) الافاضات ج ۳ ص ۴۲

واسطے میں نے وضع کیے ہیں۔ اور ایسے اصول و ضوابط سب اسلام کے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ انگریزوں سے سیکھے ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ بل کہ خود انگریزوں نے اسلام سے سیکھے ہیں۔ ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے گھر میں کیا راحت ہے؟ اس جہل کی کوئی انتہا ہے؟ اتنی خبر نہیں اپنی دولت کو دوسروں کی سمجھتے ہیں۔ اور یہ ہی کیا جس قدر غیر مسلم اقوام ہیں سب وحشی تھیں۔ تو اریخ اٹھا کر دیکھو پتا چل جائے گا۔ یہ سب اسلام کی خوبیاں ہیں جو دوسری قوموں نے اختیار کرلی ہیں۔ اور ایسے اصول صحیحہ سے ہر شخص منتفع ہو سکتا ہے۔ راحت اٹھا سکتا ہے اس میں مسلم اور غیر مسلم کی قید نہیں۔ (۱۰)

تھانوی اصول اور تعلیم کا خلاصا ایک صاحب نے عرض کیا کہ حاجی محمد یوسف صاحب رنگونیؒ نے مجھ سے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ مولانا کی تعلیم کا خلاصا یہ ہے کہ یہاں بھی راحت سے رہو۔ اور وہاں بھی راحت سے رہو۔

فرمایا: حاجی محمد یوسف صاحبؒ نے ٹھیک کہا شریعت کی تعلیم کا یہی حاصل ہے کہ یہاں بھی راحت سے رہو وہاں بھی راحت سے رہو۔ (۱۱)

اسلامی اصول اور انگریزی خوانوں کا حال فرمایا: ان جدید

(۱۰) الافاضات ج ۱ص ۱۸۰
(۱۱) الافاضات ج ۳ ص ۳۳۷

تعلیم یافتوں کو ہندوؤں اور انگریزوں کی تجویزیں تو پسند، ان کے تو دل سے معتقد اور مقلد، اور حضور ﷺ کے احکام کی وقعت نہیں۔ محض کوڑ مغز بد فہم، اور خود ان کے یہ امام (یعنی انگریز وغیرہ) لاکھوں تجربات اور مشاہدات کی بنا پر احکام اسلام کے محاسن (خوبیوں) کے قائل ہوئے جاتے ہیں۔ یورپ میں ایک بہت بڑا فلاسفر وضو کی حکمتوں اور اسرار کو بیان کر کے کہتا ہے کہ قربان جایئے اس نبی کے جس نے اپنی امت کو ایسی چیز کی تعلیم کی۔ (۱۲)

دین کے ساتھ نظم بھی ہو تو کھلی نصرت ہے فرمایا: ہمارے بھائیوں میں اتباع کا مادہ نہیں اگر دین کامل نہ ہو تو یہ مادہ تو ہو کہ کسی کا اتباع کریں یہ ہی وجہ ہے کہ یہ برباد ہیں۔ اور ایک سبب یہ ہے کہ ان میں نظم اور اصول کی پابندی نہیں ہے۔ اگر یہ کام کریں۔ اور انتظامی مادہ بھی ان میں ہو تو ادھر انتظام ادھر دین پھر تو کھلی نصرت ہے۔ صحابہؓ کے زمانے میں قیصر و کسریٰ کے مقابلے میں مسلمانوں کی کیا جمعیت تھی؟ مگر اہل دین تھے۔ اور منظم تھے اگر دین کے ساتھ انتظام ہو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔؟ (۱۳)

اپنے نجی معمولات کی حیثیت فرمایا: میرے یہ معمولات جو اپنے متعلق ہیں ان میں تو میں بہت ڈھیلا ہوں۔ کوئی پابندی نہیں۔

(۱۲) الافاضات ج ۳ ص ۳۲۰
(۱۳) الافاضات ج ۲ ص ۳۸

اور یہ جو انتقام کی صورت نظر آتی ہے یہ ان امور میں ہے جن کا تعلق دوسروں سے ہے۔ باقی اپنے متعلق تو یہ ہے کہ جہاں دونوں شقیں مباح ہوں کبھی اس پر عمل کرلیا کبھی اس پر عمل کرلیا۔ حاصل یہ ہے کہ کبھی کرلیا کبھی نہیں کیا۔ ہاں! اس کی ضرور کوشش کرتا ہوں کہ مباح کی حد تک عمل رہے۔ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اور میں اپنی حالت صاف صاف اس لیے بتلادیتا ہوں کہ کسی کو دھوکا نہ ہو۔ (۱۴)

مجھے اپنے اصول وقواعد پر ناز نہیں فرمایا: مجھ کو اپنے اصول وقواعد پر ناز نہیں۔ بلکہ میں ہر وقت ڈرتا ہوں کہ یہ قواعد ناپسندیدہ نہ ہوں۔ اس لیے یہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ اے اللہ! گنہ گار ہوں نہ میرے پاس عمل ہے۔ نہ مجھے کچھ آوے جاوے۔ آپ کے فضل پر نظر ہے آپ معاف فرمادیں۔ (۱۵)

دوستوں کو صحیح اصول کی رہنمائی فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ سب دوست صحیح اصولوں پر ہوں۔ اگر ان کو اہتمام میں لگا دیکھتا ہوں تو معمولی غلطیوں سے نظر انداز کرتا ہوں۔ زیادہ ناگواری اس وقت ہوتی ہے جب کسی کو بے فکر دیکھتا ہوں۔ (۱۶)

---

(۱۴) الافاضات ج۱ ص۳۰۱
(۱۵) الافاضات ج۱ ص۳۰۰
(۱۶) الافاضات ج۱ ص۳۰۰

نظم و انتظام کی برکت اور ثمرات

عرض کیا گیا: حضرت کے یہاں مہمان بھی آتے ہیں ڈاک کا کام بھی بڑا زبردست ہے۔ اور بھی مختلف کام مختلف لوگوں کے ہوتے رہتے ہیں۔ اور گھر کے تمام معاملات کا بھی انتظام اور پھر اس قدر تصانیف۔

فرمایا: یہ حق تعالیٰ ہی کا فضل ہے۔ بات یہ ہے مہمان بے چارے آتے ہیں۔ مگر متبوع ہو کر نہیں آتے۔ اس لیے انتظام سہل ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا.... علیہ الرحمتہ (۱۷) تشریف لائے۔ میں اس وقت مثنوی کی شرح لکھ رہا تھا۔ وقت معمول پر میں نے مولانا کی آسائش اور راحت کا انتظام کر کے اجازت چاہی کہ میں تھوڑا سا لکھ آؤں۔ فرمایا: جی ضرور! آپ اپنا حرج نہ کریں میں نے یہ کیا کہ تھوڑا سا کام کر کے فوراً حاضر ہو گیا۔ اگر تھوڑا تھوڑا بھی کام روزانا ہوتا رہے تو مداومت کی ایک برکت ہوتی ہے۔ اگر سلسلا ٹوٹ جاتا ہے اس میں ایک قسم کی بے برکتی ہو جاتی ہے۔ (۱۸)

کام قاعدے ہی سے ہوتا ہے

فرمایا: یہاں پر ایک شخص نے خودکشی کر لی تھی ایک میرے عزیز مجھ کو الگ بلا کر لے گئے اور کہنے لگے کہ اب تو بیعت سے انکار نہ کرو گے؟ میں نے کہا کہ یہ سبق

(۱۷) حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہ مراد ہیں۔

(۱۸) الافاضات ج ۱ ص ۱۶۲

اس واقعے سے غلط سمجھا۔ اول اس واقعے کا یہ سبب نہیں ہوا۔ یہ تو ایک بزرگ سے بیعت تھا۔ دوسرے اگر یہی سبب ہے تب تو اس دروازے کو اور تنگ کر دینا چاہیے۔ ورنہ لوگوں کو اچھی دھمکی ہاتھ آجائے گی کہ خودکشی کرلوں گا۔ میں ایسی باتوں سے ڈرنے والا نہیں کام قاعدے ہی سے ہوتا ہے۔ (۱۹)

اصول چھوڑنے سے دینی نفع نہیں ہوتا ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں بی بی بیعت کے لیے یہاں پر آنا چاہتی ہیں۔ اگر اجازت ہو تو۔ فرمایا: ہمراہ کون آئے گا؟ عرض کیا کہ میں ہمراہ ہوں گا۔ وہ شخص اس بی بی کا بہنوئی تھا۔ فرمایا کہ اکیلی عورت کا بہنوئی کے ساتھ آنا شریعت میں جائز نہیں۔ اور کوئی عورت بھی ہمراہ آئے گی۔؟ عرض کیا کہ میری والدہ آجائیں گی۔ فرمایا: یہ ٹھیک ہے اب کہی کام کی بات۔ اب آنے کی اجازت ہے۔ ان سے کہہ دینا کہ فلاں روز دن دس بجے کے قریب آؤ۔ کھانا کھا کر آؤ۔ اور اگر اس وقت کسی وجہ سے بیعت نہ کر سکوں تو رات کو ٹھہرو۔ مگر اپنا انتظام ٹھہرنے کا خود کرنا ہوگا۔ شب کا کھانا لانا ہوگا۔ ان شرائط کے ساتھ آسکتی ہو۔ یہ سب باتیں تفصیل سے کہہ دینا اگر زبانی یاد نہ رہیں تو ایک پرچا بطور یادداشت لکھ لو۔ اگر اس کے خلاف ہوا تو آپ ذمے دار ہوں گے۔ میں ذمے دار نہ ہوں گا، صاف بات ہے۔

---

(۱۹) الافاضات ج ۱ ص ۳۱۶

فرمایا: آج کل پیروں نے اصول چھوڑ دیے۔ وصول پر پڑ گئے۔ اس لیے نفع دینی کا حصول نہیں ہوتا۔ (۲۰)

بوقتِ مؤاخذہ کی قلبی حالت

فرمایا: جب میں کسی پر بغرض اصلاح مؤاخذہ کرتا ہوں یا کچھ کہتا ہوں تو لہجہ گو سخت ہوتا ہے مگر دل نرم ہوتا ہے۔

عرض کیا گیا: حضرت اس کا تو کچھ حرج نہیں کہ حضرت کا لہجہ تیز ہو جائے یا سخت ہو جائے حتی کہ اگر حضرت مار بھی لیں تب بھی گوارا ہے مگر یہ جو اخراج ہے یہ بڑی سخت چیز ہے۔ اور ناقابل برادشت ہے۔

مزاحاً فرمایا: کہ حضرت! اصل ثمرات اور نتائج تو اخراج کے بعد ہی ہوتے ہیں۔ اگر اخراج نہ ہوتا تو دنیا میں کوئی نتیجہ ہی نہ نکلتا (۲۱)

ان اصولوں پر ایک اعتراض کا جواب

فرمایا: ایک صاحب نے (جو یہاں نقشۂ نظام الاوقات دیکھ کر گئے تھے) لکھا تھا کہ تمہارا انضباط اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ یہ خیر القرون میں نہیں تھا۔

جواب یہ ہے کہ خیر القرون میں ہونے کی ضرورت اس وقت ہے جب کہ اس فعل کو من حیث العبادۃ کیا جائے۔ اور اگر من حیث الانتظام کیا جائے تو بدعت نہیں۔ ایک حدیث حیات

---

(۲۰) الافاضات ج۱ ص ۳۴

(۲۱) الافاضات ج۲ ص ۶۱

المسلمین میں شمائل ترمذی سے درج کی گئی ہے اس سے بھی انتظام معمول نبوی معلوم ہوتا ہے۔ یہ حدیث روح ہشتم ص ۵۴ پر ہے۔(۲۲)

ایک مجلس خاص کا اجرا، حسنِ نظم کا نمونہ فرمایا: صبح کو مجلسِ عام کی وجہ سے بے حد تعب ہوتا ہے، جس کی برداشت نہیں۔ اس لیے آج یہ سوچا ہے کہ بجائے مجلس عام کے صبح کو مجلس خاص کردی جائے۔ اور صورت اس کی یہ ذہن میں آئی ہے کہ جو لوگ خاص خاص ہیں جن میں اکثر اہل علم ہیں وہ آکر بیٹھا کریں تو اس سے مجھ پر کوئی تعب نہ ہوگا۔ اس کی دو وجہیں ہیں:

ایک تو یہ کہ مجمع کم ہوگا جب جی چاہے گا مجلس کو ختم کردیا جائے گا۔ مجمع زائد نہ ہونے کی وجہ سے ختم کردینے میں کوئی گرانی بھی نہ ہوگی۔

دوسرے یہ کہ جب مجلس عام نہ ہوگی تو جس روز طبیعت صاف نہ ہوگی۔ یا جی نہ چاہے گا بالکل ہی موقوف رکھی جائے گی۔ اور اس کی اطلاع اس روز کردی جایا کرے گی۔

اب اس کا کوئی معیار ہونا چاہیے جس سے معلوم ہو کہ اس وقت مجلس عام ہے یا خاص؟ اس کی صورت یہ سمجھ میں آئی کہ اُن حضرات کے نام کی ایک فہرست بنالی جائے جو مجلس خاص میں

(۲۲) الافاضات ج ا ص ۲۶۶

شرکت کیا کریں گے۔ ان کے نام میں بتاؤں گا۔ جب میں کہوں ان کو اطلاع کر دی جائے۔ اور مجلس عام کی اطلاع حافظ اعجاز کے ذریعے سے ہوا کرے گی۔ جس کی صورت یہ ہو گی کہ وہ لوگ حافظ اعجاز سے معلوم کر لیا کریں گے کہ تم کو اطلاع ہوئی یا نہیں ؟ اگر وہ کہیں دی گئی ہے تب تو آجائیں۔ اگر وہ کہیں نہیں دی گئی نہ آئیں۔

یہ انتظام اس وجہ سے کہ کبھی بعض حضرات قیاس مع الفارق پر عمل فرمائیں۔ اور دوسروں کو بیٹھے دیکھ کر آکر بیٹھنا شروع کر دیں۔ (۲۳)

بدونِ مناسبت مکاتبت بھی نافع نہیں

فرمایا: پہلے رمضان (یعنی ۱۳۴۹ھ) میں یہ معمول تھا کہ حالات کا پرچہ بکس میں (جو کہ مدرسے میں لگا ہے) ڈالنے کی عام اجازت تھی۔ مگر اب تجربے سے معلوم ہوا کہ جن کو مناسبت کم ہوتی ہے ان کے پرچوں سے بھی اذیت پہنچتی ہے۔ اس لیے اس مرتبہ یہ سمجھ میں آیا کہ ایسے لوگ پرچا بھی نہ ڈالیں۔ زبانی تحریری دونوں سلسلے بند رہیں۔ چند روز مجلس میں خاموش بیٹھے رہیں۔ اور جب مناسبت پیدا ہو جائے۔ اس وقت سلسلہ زبانی یا تحریری اختیار کریں تو مضائقہ نہیں۔ (۲۴)

---

(۲۳) الافاضات ج۱ ص ۸

(۲۴) الافاضات ج۱ ص ۹

پہلے مطلوب کا متعین ہونا ضروری ہے فرمایا: میں نے ایک خط کے جواب میں لکھا ہے جس میں مطلوب مبہم تھا کہ پہلے مطلوب کا متعین ہو جانا ضروری ہے۔ مطلوب سمجھ لینے کے بعد اس طریق میں بڑی سہولت اور آسانی ہو جاتی ہے۔ لوگ اس کو ٹالنا سمجھتے ہیں۔ یہ ان کے قلتِ فہم یعنی کم عقلی کی دلیل ہے۔ اور سخت غلطی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ دو چار مرتبہ خط و کتابت میں وقت اور دام دونوں خرچ ہوتے ہیں۔ مگر ہمیشہ کے لیے راحت میسر ہو جاتی ہے۔ اور آدمی راہ پر پڑ جاتا ہے۔(۲۵)

قبولِ فرمائش کی عمدہ تدبیر فرمایا: ایک صاحب نے رنگون سے لکھا ہے کہ کچھ چیزیں لانا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو اور جس چیز کو فرمائیں۔ میں نے جواب میں لکھا ہے کہ کس لاگت کی چیز لانا چاہتے ہو؟ اور وہاں پر کیا کیا چیزیں ملتی ہیں؟ معلوم ہونے پر تعین کروں گا۔

فرمایا: اس صورت میں ایک تو انتخاب کا بار انہیں پر رہا۔ انتخاب ان کا رہے گا۔ پھر ان کے انتخاب شدہ میں سے تجویز میں کروں گا۔

دوسرے مصلحت یہ ہے کہ نہ معلوم کیا چیز لے آتے۔ جو میرے لیے کار آمد ہی نہ ہوتی۔ اور یہ جو پوچھا کہ کتنے کی چیز

(۲۵) الافاضات ص ۱۹ ج ۱

لاؤ گے؟ اس میں حکمت ہے کہ مناسب قیمت کی چیز کو لکھوں گا۔
بہر حال اس میں راحت ہے ان کو بھی، مجھ کو بھی۔ (۲۶)

میں سائل کی نہیں حدود کی رعایت کرتا ہوں فرمایا: من جملہ میری اور بے مروتیوں کے یہ بھی ہے کہ میں جواب میں سائل کی خواہش کی رعایت نہیں کرتا۔ حدود کی اور سائل کی مصلحت کی رعایت کرتا ہوں۔ میں نے خط کے جواب میں لکھ دیا ہے کہ ابھی اس کی تحقیق کا وقت نہیں۔ جب کچھ کام کرلوگے تب جواب میں لطف آئے گا۔ اور اب تو مجھ کو سوال ہی میں مزا نہیں آیا۔ تم کو جواب میں کیا مزا آئے گا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ میں بغرض تربیت آنے والوں کے لیے قید لگا دیتا ہوں کہ بولا مت کرو۔ اس لیے کہ بدون ذوق کے بولنا مناظرے کی سی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ اور یہ اس طریق میں بے حد سخت مضر ہے۔ یہ وہ اصول ہیں کہ طالب علمانہ مباحث سے قیامت تک حل نہیں ہو سکتے۔ (۲۷)

قرض کی یادداشت لکھنے کا معمول فرمایا: میرا ایک معمول یہ بھی ہے کہ قرض کی یادداشت کے لیے ایک کاپی الگ بنا رکھی ہے۔ جس کو قرض دیتا ہوں اس میں لکھ لیتا ہوں۔ اور جس پرچے کے ذریعے سے لیتا ہے وہ پرچا بھی محفوظ رکھتا ہوں۔ اور وصول ہونے

(۲۶) الافاضات ج ۱ ص ۲۳
(۲۷) الافاضات ج ۱ ص ۵۳

پر پرچا واپس کر دیتا ہوں۔ اور اس رقم کو باقساط (قسط وار) ادا کرنے والے کے سامنے اس میں وصول لکھ لیتا ہوں۔ اور اس کو دکھا دیتا ہوں کہ دیکھو یہ وصول لکھ لیا ہے۔ اس میں بڑی مصلحت ہے۔ ہر دو طرف اطمینان ہو جاتا ہے۔ جو کام اصول کے ماتحت ہوگا اس میں کبھی الجھن یا پریشانی نہ ہوگی۔ آج کل بدانتظامی کا نام بزرگی رکھ لیا ہے۔ (۲۸)

بعض مرتبہ انتقام لے لینے میں مصلحت ہے فرمایا: کہ مدرسہ...... کے ممبران کی نسبت (جنہوں نے ایک فضول تحریر سے رنج دیا تھا) میں نے نیت کر لی ہے کہ جس کا خط آئے گا جتلاؤں گا ضرور کہ مجھ کو رنج ہے۔ اور خدانخواستہ مجھ کو بغض نہیں، کینہ نہیں، عداوت نہیں۔ ہاں! رنج ضرور ہے۔ اس کو ظاہر کروں گا۔

فرمایا: بعض اوقات کسی سے انتقام لے لینا اچھا ہے۔ اس سے دل صاف ہو جاتا ہے۔ مگر زیادہ پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔ (۲۹)

سوال اور طریقِ جواب کا ایک نمونہ فرمایا: ایک خط آیا ہے لکھا ہے کہ پیر کو سب باتوں کا علم ہونے کا جس کا عقیدہ ہو وہ شخص کافر ہوا یا کیا؟ بہت سے لوگ اس کی اقتدا سے باز رہتے ہیں۔

جواب: ایسے مضمون کے جواب کے لیے کارڈ کافی نہیں۔

---

(۲۸) الافاضات ج ۱ ص ۵۴

(۲۹) الافاضات ج ۱ ص ۵۵

پھر فرمایا: کسی کام کے متعلق سوال معلوم ہوتا ہے۔ اس سوال کے پیچھے لوگ ہاتھ دھو کر پڑے رہتے ہیں۔ اگر لفافہ جواب کے لیے بھیجیں گے تب کان کھولوں گا۔ کارڈ پر ایسے سوالات کا جواب میں نہیں دیتا۔ اس لیے کہ اس میں میرا مضمون تو ہوگا۔ ان کا نہیں ہوگا۔ اس کی تعیین ان کی زبان پر ہوگی۔ اور لفافے میں میرا ان کا دونوں کا مضمون ہوگا۔ کسی کو دکھائیں گے تو وہ سمجھ تو لے گا کہ ایسے سوال پر جواب ہے۔ لوگ بڑی ترکیبوں اور چالاکیوں سے کام لیتے ہیں۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اوروں کی فکر میں کیوں پڑے؟ آدمی اپنا ایمان سنبھالے۔(۳۰)

کثرت رائے سے فیصلے کا قانون ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں مدرسے میں ممبران کی کمیٹی قائم ہے۔ اور کثرت رائے سے فیصلہ ہوتا ہے۔ اور اس کو سواد اعظم سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی معنی کو بنائے جمہوریت قرار دیا گیا ہے۔

فرمایا: سواد اعظم سے مراد تو بیاض اعظم ہے۔ یعنی نور شریعت جس جماعت میں ہو۔ مگر لوگوں کو ایسی ہی باتوں میں سواد (مزا) آتا ہے۔(۳۱)

ایک مدت خاموش رہنے کی شرط فرمایا: ایک صاحب کا خط

(۳۰) الافاضات ج اص ۵۵
(۳۱) الافاضات ج اص ۵۵

آیا ہے۔ اس میں آنے کی اجازت چاہی ہے۔ دو مہینے قیام کو لکھا ہے۔ اس قیام میں اصلاح نفس چاہتے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ کتابیں کتنے دنوں میں پڑھی ہیں؟ کچھ تو نسبت ہونی چاہیے۔

اور اب تو میں نے یہ طے کرلیا ہے کہ ایک مدت خاموش رہنے کی شرط پر یہاں رہ سکتے ہو۔ اس میں مجھ کو بھی راحت ہے۔ ان کو بھی۔ ایک صاحب نے یہ عرض کیا: حضرت یہاں پر خاموش رہنے سے بڑا نفع ہے۔ فرمایا: بے شک! بہت نفع ہے۔ مگر اس کی قدر اہل فہم ہی کر سکتے ہیں، کوڑ مغز اور بدفہم تو اس کو ٹالنا سمجھیں گے۔ خیر سمجھا کریں۔ جو چیز مفید ہے۔ اور طرفین کی راحت بھی اس ہی میں ہے کیوں اس کو چھوڑا جائے؟ (۳۲)

کھانے پر اصرار کرنا خلاف مصلحت ہے فرمایا: بعض لوگ راحت کی پروا نہیں کرتے یہ غضب کرتے ہیں کہ کھانے پر اصرار کرتے ہیں کہ اور کھالو سفر میں اکثر مجھے ایسا اتفاق ہوا کہ مجھ سے کھانے کے لیے اصرار کیا گیا۔ میں نے کہا: اگر مجھ کو کوئی تکلیف ہو گئی تو بھگتنی تو مجھ کو ہی پڑے گی۔ آپ کا کیا بگڑے گا؟ کیا آپ تکلیف کو بٹالیں گے؟ اور بٹا ہی کیا سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آپ نمک سلیمانی یا کوئی چورن لادیں گے۔ پھر کوئی کچھ نہ بولتا تھا۔ (۳۳)

---

(۳۲) الافاضات ج۱ص۵۶
(۳۳) الافاضات ج۱ص۵۷

خطابِ خاص کی صورت میں سفارش نہ کرنا فرمایا: ایک صاحب چینی یہاں پر مہمان ہیں۔ بے چارے حاجت مند ہیں۔ مجھ سے کہتے تھے کہ خطاب عام کی صورت میں کچھ لکھ دیا جائے۔ میں نے کہا: مجھے انکار نہیں۔ مسودہ لکھ کر آپ مجھے دے دیں۔ میں آپ کو اپنی عبارت میں نقل کر کے دے دوں گا۔ اس سے پہلے ایک خاص شخص سے ایک سفارش کرنے کو کہتے تھے۔ اس سے میں نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ یہ میرے معمول اور مسلک کے خلاف ہے۔ آج کل خطاب خاص کی صورت میں سفارش کرنے کو میں پسند نہیں کرتا۔ اس سے دوسرے پر بار ہوتا ہے میں اس کو گوارا نہیں کرتا۔ (۳۴)

مضمون پر خط کھینچ کر جواب لکھنے کا معمول فرمایا: میری عادت ہے کہ جو خط آتا ہے اسی مضمون پر خط کھینچ کر جواب لکھ دیتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے لکھا تھا کہ میرے ہی خط پر آپ نے لکھ دیا۔ میری بڑی اہانت کی۔ فرمایا: بندۂ خدا میں نے تو اعانت کی، اہانت نہیں کی۔ ایسے خوش فہم دنیا میں آباد ہیں۔ (۳۵)

تبرک حاصل کرنے کا ایک عمدہ طریق ایک مولوی صاحب نے اپنی تسبیح حضرت والا کے سامنے پیش کر کے عرض کیا

(۳۴) الافاضات ج ا ص ۶۳
(۳۵) الافاضات ج ا ص ۶۳

کہ حضرت برکت کے لیے اس پر پڑھ دیجیے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ تبرک بنانے کا یہ بہت ہی سہل طریق ہے۔

فرمایا: واقعی بہت اچھی تدبیر ہے۔ یہاں تو نہیں عرب میں یہی طریقہ دیکھا ہے کہ شیخ سے اپنی چیز استعمال کرا کر اس کو تبرک بنالیا جاتا ہے۔ عرب کا یہ طریق نہایت ہی پسندیدہ ہے کہ اپنی چیز کو تبرک بنوالیا جائے۔ (۳۶)

قدم قدم پر قیود و شرائط کا فائدہ

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت سمجھ میں نہیں آتا یہاں پر قدم قدم پر قیود اور شرائط ہیں۔ ہر ہر بے عنوانی پر محاسبہ اور مؤاخذہ ہے۔ ڈانٹ ہے ڈپٹ ہے۔ مگر لوگ ہیں کہ چپٹتے ہیں ٹلتے نہیں۔

فرمایا: ایسی حالت میں اہل محبت اور اہل فہم ہی ٹھہر سکتے ہیں۔ اور میرا مقصود ان سب چیزوں سے اپنی اور دوسروں کی راحت ہے۔ اور جو کچھ کہتا سنتا ہوں اس کا منشا محبت اور آنے والوں کی اصلاح ہے۔ اگر یہ قیود اور شرائط اور ڈانٹ ڈپٹ نہ ہوتی تو یہاں پر ایک ہجوم ہوتا۔ خصوص اہل دنیا کا۔ کوئی تعویز مانگتا، کوئی کچھ، کوئی کچھ، یہ ضروری کام خدا کے فضل سے ہو گئے ہیں۔ ہجوم کی بدولت ان میں سے ایک بھی نہ ہوتا۔ اس لیے ضرورت تھی ایسی قیود کی۔ اور اسی وقت میں آنے والوں کی بحمد اللہ خدمت بھی ہوتی رہتی ہے۔ (۳۷)

---

(۳۶) الافاضات ج ۱ ص ۱۴۱
(۳۷) الافاضات ج ۱ ص ۱۵۶

محتاج محتاج الیہ کے پاس جائے

فرمایا: جب ضرورت پیش آتی ہے حکیم صاحب کے پاس خود جاتا ہوں ان کو نہیں بلاتا۔ ایک روز حکیم صاحب فرمانے بھی لگے کہ مجھ کو شرم معلوم ہوتی ہے۔ میں ہی حاضر ہو جایا کروں گا۔ میں نے کہا: نہیں شرم کی کیا بات ہے؟ میرا نہ آنا اور آپ کو بلانا عدل کے خلاف ہے۔ محتاج کو چاہیے کہ وہ محتاج الیہ کے پاس جائے۔ اور بحمد اللہ یہ سب باتیں میری امور طبعیہ ہیں مجھ کو کوئی اہتمام یا سوچ بچار کرنا نہیں پڑتا۔(۳۸)

جمہوریت اور شخصیت میں انتظام کا فرق

عرض کیا گیا: یہاں پر تو ساری ہی باتیں نرالی ہیں۔ جیسی نماز خانقاہ میں ہوتی ہے ایسی شاید ہی کہیں ہوتی ہو۔؟ دریافت فرمایا: ایسا کیوں؟ عرض کیا کہ قریب قریب سب جگہ پر یہ حالت ہے کہ امام کو ذرا دیر ہو جائے فوراً غل مچ جاتا ہے۔ کوئی کچھ کہتا ہے۔ کوئی کچھ کہتا ہے۔ یہاں پر یہ بات نہیں۔

فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر جمہوریت نہیں۔ شخصیت ہے۔ یہ اس کی برکت ہے۔ فرمایا کہ ہمارے بزرگ بھی اللہ کے فضل سے بڑے ہی حکیم تھے۔ ان کی ہر ہر بات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کوئی بات حکمت سے خالی نہیں۔

یہاں پر تھانہ بھون میں جو جگہ ممتاز ہے وہ حوض والی مسجد

---

(۳۸) الافاضات ج۱ ص ۷۵

ہے۔ وہاں پر بھائی برادری کے لوگ بھی رہتے ہیں۔ محلہ بھی برادری کا ہے۔ اثر کے لیے بھی جگہ مناسب تھی۔ اور نفع کی امید بھی زائد تھی اس لیے کہ ان سے کسی بات میں کوئی تکلف ہی نہ ہوتا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ وہ بھی اپنا اثر ڈالنا چاہتے۔ برادری کا معاملہ ہے۔ ہمارے بزرگوں نے رہنے کے لیے اس غریب جگہ کو پسند کیا۔ اس ممتاز جگہ کو پسند نہیں کیا۔ حکمت یہی ہے کہ یہاں پر کوئی مزاحم نہیں۔ اس محلہ میں زمین دار آباد نہیں۔ غریب لوگ آباد ہیں۔ یہاں زمین داری بزرگوں کی ہے۔ یہاں پر محلے کے غریب لوگ نماز پڑھنے آتے ہیں۔ بالکل آزادی ہے۔ بس اس کا مصداق ہے:

بہشت آں جا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

ترجمہ: جنت وہ جگہ ہے کہ جہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ کسی کو کسی سے کوئی کام نہیں ہوگا۔ (۳۹)

شکایت کا سلسلہ بند رہنے ہی میں خیر ہے فرمایا: اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے یہاں پر کوئی روایت کسی شخص کی کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ بات تو یہاں پر خاص ہے ورنہ قریب قریب اکثر لوگوں کے یہاں سلسلہ حکایت

(۳۹) الافاضات ج ۱ ص ۱۵۸

شکایت کا کم و بیش رہتا ہے۔

فرمایا: جی ہاں! بحمد اللہ میں ان باتوں کا خیال رکھتا ہوں۔ عرض کیا کہ حضرت سنتے ہی نہیں۔ نیز حضرت کے اصول اور قواعد اس قسم کے ہیں کہ ان کے خلاف کی کوئی ہمت ہی نہیں کر سکتا۔ اگر ضوابط اور قواعد میں ذرا ڈھیل دی جاتی یہاں پر بھی یہ سلسلہ جاری ہو جاتا۔

فرمایا کہ ڈھیل کے متعلق سنیئے: حاجی عبدالرحیم بھائی مرحوم کے ملازم تھے ان کے متعلق میرے بڑے گھر میں سے ایک معاملے میں مجھ سے شکایت کی۔ میں نے فوراً آدمی بھیج کر حاجی جی کو بلایا۔ اور دروازے میں کھڑا کر کے کہا کہ تمہارے متعلق یہ روایت بیان کرتی ہیں۔ حاجی جی نے کہا غلط شکایت ہے۔ اس پر میں نے گھر میں کہا کہ یہ انکار کرتے ہیں۔ اور تم نے دعوا کیا ہے لہذا ثبوت دو ثبوت تمہارے ذمہ ہے۔ ثبوت ندارد کہنے لگیں کہ توبہ توبہ تم تو ذرا سی دیر میں آدمی کو فضیحت کر دیتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں فضیحت نہیں کرتا۔ نصیحت کرتا ہوں۔ یہ سلسلہ روایات اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس سے دل میں عداوتیں پیدا ہوتی ہیں۔ (۴۰)

ڈاک سے ہر روز فارغ ہونے کا معمول فرمایا: مجھ کو ڈاک کا بڑا اہتمام ہے کہ روز کے روز فارغ ہو جاؤں۔ اس میں طرفین کو

(۴۰) الافاضات ج۱ ص۱۵۹

راحت ہوتی ہے ادھر تو میں فارغ مجھے راحت۔ ادھر خط کا جواب پہنچ جائے اس کو راحت۔ انتظار کی تکلیف نہ ہو۔ آج ہی مولوی صاحب سہارنپور سے صرف اس سبب سے آئے کہ ان کے خط کے جواب میں ایک دن کی دیر ہو گئی تھی۔ اس لیے خود آئے۔ محض اس خیال سے کہ کھانسی کی تکلیف تھی کہیں زیادہ تو نہیں بڑھ گئی جو جواب نہیں بھیجا۔ اور علاوہ اس کے دور دراز سے خطوط آتے ہیں جن میں نئی نئی ضروریات ہوتی ہیں۔ اس لیے روزانہ ڈاک نمٹا دیتا ہوں۔ اپنی طرف سے اس کا انتظام رکھتا ہوں کہ دوسرے کو تکلیف نہ ہو۔ اور انتظار کی تکلیف تو مشہور ہے۔ (۴۱)

میں کسی کے معاملات میں دخل نہیں دیتا ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت قصبے میں ایک عالم مدرس کی ضرورت ہے۔ اگر حضرت، مولوی صاحب سے فرمادیں اور وہ قبول فرمالیں تو اہل قصبہ کو امید ہے کہ انشاء اللہ بہت نفع ہو گا۔

فرمایا: فرمانا تو بڑی چیز ہے میں تو ایسے معاملات میں رائے بھی کسی کو نہیں دیتا بل کہ خود صاحب معاملہ کے مشورا لینے پر بھی کہہ دیتا ہوں کہ مجھ کو آپ کے مصالح اور حالات کا کماحقہ علم نہیں۔ میں مشورہ سے معذور ہوں۔ آپ خود اپنے مصالح پر نظر کر کے جو اپنے لیے بہتر مناسب خیال کریں عمل کرلیں۔ ہاں! دعا

(۴۱) الافاضات ج۱ ص ۱۶۳

سے مجھے انکار نہیں۔ عافیت اسی میں ہے۔ میں کسی کے معاملات میں دخل نہیں دیتا۔ ہر شخص کو آزادی ہے۔ البتہ شریعت کے خلاف وہ کام نہ ہو پھر اجازت ہے۔ مولوی صاحب یہاں پر موجود ہیں ان سے خود تمام معاملات طے کر لیے جائیں۔

میرا معمول ہے کہ اگر دونوں طرف جائز بات ہو تو کسی جانب پر مجبور نہیں کرتا ہوں کہ دونوں طرف آزادی دیتا ہوں۔ حتیٰ کہ اگر کسی ایک شق میں میری بھی کوئی مصلحت ہو تب بھی اپنے مصالح پر ان کے مصالح کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور نہایت صفائی کے ساتھ اپنی اس تغییر کو ظاہر کر دیتا ہوں۔

اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اپنے بزرگوں کی دعا کی برکت سے میری کوئی بات الجھی ہوئی نہیں ہوتی۔ ہر بات نہایت صاف ہوتی ہے۔ اگر مخاطب میں ذرا بھی فہم ہو فوراً سمجھ میں آجاتی ہے۔ (۴۲)

گھر میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے فرمایا: بعض لوگ اپنے گھروں میں بے پکارے چلے جاتے ہیں۔ بڑی گندی بات ہے نہ معلوم گھر کی عورتیں کس حالت میں ہیں یا کوئی محلے کی غیر عورت گھر میں ہو۔ اجازت لے کر جب بلایا جائے گھر میں داخل ہونا چاہیے۔ (۴۳)

---

(۴۲) الافاضات ج۱ ص ۱۶۳
(۴۳) الافاضات ج۱ ص ۱۶۲

مباح شق میں موافقت کرنے میں سہولت ہے فرمایا: اگر کوئی اپنے معاملے میں مباح شق کو اختیار کرے میں اس کی موافقت کر لیتا ہوں اس میں آدمی بہت ہلکا رہتا ہے۔ میں بحمد اللہ کسی شق کو ترجیح دے کر کسی پر حکومت نہیں کرتا۔ کوئی بات بھی میری ایسی نہیں ہوتی جس سے دوسرے کو شبہ بھی ہو کہ یہ حکومت کی راہ سے کہہ رہا ہے۔ اور اس کا خیال میں اس وجہ سے رکھتا ہوں کہ نہ معلوم دوسرے کا جی کرنے کو چاہے یا نہ چاہے۔ تو نہ کسی بات کے کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اور نہ کسی بات سے منع کرتا ہوں۔ نہ معلوم قلب پر کیا اثر ہو؟ گوارا ہو یا نہ ہو؟ مباح کے درجے تک بالکل آزادی ہے۔

مولوی صاحب کے جانے سے اول وہلہ میں یہ خیال ہوا کہ جو کام ان کے سپرد تھا اس کام کو کون کرے گا؟ مگر میں نے قوت سے اس خیال کی مقاومت کی (یعنی اس خیال کو دفع کیا) اور یہ سمجھ لیا کہ مَایَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

هُوَ الْعَزِيْزُ میں یہ بتلا دیا کہ وہ بڑے قادر ہیں جو کام بند ہو اس کو جاری کر سکتے ہیں۔ اور جاری کو بند کر سکتے ہیں۔ اور اگر اس بند ہونے سے یہ وسوسا ہو کہ اس سے تو دین کا نقصان ہو گا تو اَلْحَكِيْمُ میں فرما دیا کہ ہم حکیم بھی ہیں۔ اگر بند ہی کر دیں تو اسی میں حکمت ہو گی۔ (۴۴)

---

(۴۴) الافاضات ج۱ ص۱۶۶

بحث ومباحثہ سے بچنے میں عافیت ہے فرمایا: دیوبندیت، وہابیت، بریلویت کے اختلاف سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا، بدعتی خدا کو کیا پہچانتے ہوں گے جنہوں نے ہم لوگوں کو نہیں پہچانا۔ اس لیے کیسی کیسی تہمتیں لگائیں مگر میں تو کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ مجھ کو قیل وقال سے بڑی وحشت ہوتی ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ مجھ کو جو جس کے جی میں آتا ہے کہہ لیتا ہے۔ اگر میں بھی کہتا تب حقیقت معلوم ہوتی۔ اللہ کا شکر ہے کہ ایسے ہی بزرگوں کی خدمت نصیب ہوئی۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ کسی سے الجھنا نہیں اگر کوئی تم سے خود الجھے تو وہ کرنا جو اک نائی نے کیا تھا۔ وہ قصہ یہ ہے:

ایک نائی سے کسی شخص نے خط بنوایا اس نے کہا کہ میرے سفید سفید بال چن دو اس نے ایک طرف سے استرا پھیرا۔ اور بال سامنے رکھ کر یہ کہہ کر چل دیا کہ مجھ کو تو بہت کام ہے چننے کی فرصت نہیں۔ آپ خود ہی چن لیں۔

فرمایا: کوئی الجھے تو سب رطب ویابس اس کے سامنے رکھ کر الگ ہو جاؤ اور کام میں لگو۔ واقعی حضرت حکیم تھے۔ کیسی عجیب بات فرمائی۔ اب جب اپنے پر گزرتی ہے حضرت کے ارشاد کی قلب میں قدر ہوتی ہے۔ کہ چند لفظوں میں کیسی بات فرماگئے۔

بات یہ ہے کہ اس قیل و قال میں اور ردوکد میں نفسانیت ضرور آجاتی ہے۔ اور ایک تو باطل کا رد ہوتا ہے نیک نیتی سے۔ اور حدود کے اندر یہ تو مامور بہ ہے۔ اور ایک ہوتا ہے محض جدال بدنیتی سے یہ مامور بہ نہیں بل کہ اندیشہ ہے کہ اس پر مؤاخذہ ہو۔(۴۵)

سوال صحیح کرانے کی ایک صورت فرمایا: ایک شخص کا خط آیا ہے۔ لکھا ہے کہ تہجد کے وقت چار تسبیح پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ میں نے جواب میں لکھا ہے کہ حدیث کا؟ یا علماء کا؟ یا مشائخ کا؟ کس کا حکم؟ فرمایا کہ سوال کا طریقہ بتایا ہے۔ اور سوال کو ٹھیک کرایا ہے تاکہ جواب میں سہولت ہو۔(۴۶)

فرمائش کی تکمیل کا ایک عمدہ طریق فرمایا: جن خطوط میں تعویزوں کی فرمائش ہوتی ہے ان سے میرا بڑا جی گھبراتا ہے۔ ایک صاحب کا خط آیا ہے جس میں ایک ہی قسم کے دس بارا تعویزوں کی ایک دم فرمائش ہے۔ واہیات لوگوں کو خالی بیٹھے بیٹھے ایسی ہی سوجھتی ہے۔ اگر اس طرح تعویز لکھے جایا کریں تو ایک محکمہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ باقاعدہ ایک دفتر ہو۔ اس میں منشی رہیں۔ تاکہ ان لوگوں کا یہ کام ہو۔ مجھے اتنی فرصت کہاں؟ ایک تعویز لکھ کر لکھ دوں گا کہ اور جتنی ضرورت ہو آپ خود کسی سے نقل کرالیں۔(۴۷)

---

(۴۵) الافاضات ج ۱ص ۱۶
(۴۶) الافاضات ج۱ص ۱۸۲		(۴۷) الافاضات ج۱ص ۱۸۴

کام خود کرنا آسان دوسروں سے کرانا مشکل | ایک مولوی صاحب نے مضامین وعظ پر کچھ سرخیاں قائم کی تھیں۔ وہ حضرت والا کو دکھلا کر کچھ مشورہ چاہتے تھے۔ اس پر فرمایا کہ پھر آپ کا آرام ہی کیا ملا؟ جب ہر بات میں مجھ کو شریک غالب کیا جاتا ہے۔ میں نے اپنی حالت کو دیکھا ہے کہ کام خود کرنا تو آسان مگر کرانا بہت ہی مشکل۔ یہ میری کچھ طبعی بات ہے۔ اور ہمیشہ سے ہے۔ (۴۸)

بوقتِ آرام کسی کے پاس جانا غلط ہے | فرمایا: آج ایک صاحب عین آرام کے وقت میرے پاس آئے جس سے مجھ کو اذیت پہنچی۔ اوقات راحت میں کسی کے پاس پہنچ جانا بہت ہی برا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! خلاف ادب بھی تو ہے۔ فرمایا: سب ہی کچھ ہے۔ مگر لوگوں کو ان باتوں کا مطلق خیال نہیں۔ ان معاملات کو دین کی فہرست ہی سے نکال دیا ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس ایک شخص ایسے وقت آتا کہ وہ وقت حضرت کے قیلولے کا ہوتا تھا۔ دو چار روز کے بعد حافظ ضامن صاحبؒ نے اس شخص کی خوب خبر لی کہ یہ کیا واہیات ہے؟ رات بھر تو بیوی کی بغل میں پڑے سوتے ہو۔ اور دوسروں کے آرام کے وقت میں مخل ہوتے ہو۔ تم کیا جانو درویشوں کی قدر؟ یہ بے چارے رات بھر تو جاگیں۔ دن میں اگر وقت ملتا ہے تو آپ

(۴۸) الافاضات ج ۲ ص ۱۸۶

آکودتے ہیں۔ خبردار! اگر ایسے وقت میں میں نے تم کو یہاں دیکھا۔ ٹانگیں توڑ ڈالوں گا۔

ایسے ظالم اور بے رحموں کا یہ ہی علاج ہے۔ مگر حضرت حاجی صاحبؒ کی یہ حالت تھی کہ مجسم اخلاق تھے۔ کوئی آگیا اب بیٹھے ہیں۔ (۴۹)

راحت کی تدبیر سے راحت پہنچتی ہے ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نے میری اس شکایت پر کہ کھڑے ہو کر وعظ کہنے میں تکان ہوتا ہے بیٹھ کر وعظ کہنے کو فرمایا تھا۔ اس تدبیر پر عمل کرنے سے بڑا فرق معلوم ہوا۔

فرمایا: جی ہاں! راحت کی تدبیر سے تو راحت پہنچتی ہی ہے۔ (۵۰)

کتاب دیکھنے سے پہلے نام دیکھنا چاہیے فرمایا: آج کل تو ہر شخص مصنف بنا ہوا ہے۔ بعض بعض مصنفین میرے پاس رسائل بغرض تنقید بھیجتے ہیں۔ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیوں اس شخص نے تکلیف اٹھائی۔ اور وقت بیکار کھویا۔ نام تک رکھنے کا تو سلیقہ ہوتا نہیں۔ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ صاحب سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا مقولہ سنا تھا کہ سب سے پہلے کتاب کا نام دیکھو اگر اس کا نام موضوع کے مناسب ہو تو کتاب دیکھو، ورنہ کیوں وقت

---

(۴۹) الافاضات ج ۱ ص ۱۹۰
(۵۰) الافاضات ج ۱ ص ۱۹۰

ضائع کیا؟

واقعی بڑے کام کی بات فرمائی۔ یہ حضرات مبصر ہیں۔ ان کی نظر حقیقت پر پہنچتی ہے۔ ان کی معمولی معمولی باتوں میں علوم ہوتے ہیں۔ (۵۱)

غیر مسلموں کے بارے میں آپ کا طرز عمل فرمایا: میں غیر مسلم قوموں کی نہ تحقیر کرتا ہوں اور نہ احترام، جی یوں چاہتا ہے کہ ہر چیز اور ہر کام اور ہر بات اپنی اپنی حد میں رہے۔ اس اصل پر جو عین موقعہ پر جی میں آتا ہے وہی برتاؤ کرتا ہوں۔ اور وہی مناسب ہوتا ہے۔ (۵۲)

حروف خشک کرنے کی تدبیر فرمایا: ریت سے حروف خشک کرنے کی پرانی رسم ہے۔ اور مجھ کو بھی یہی پسند ہے۔ اس سے حروف پھیکے نہیں پڑتے جاذب حروف پھیکے پڑ جاتے ہیں۔ اور بہی کھاتے اب تک ریت ہی سے خشک کیے جاتے ہیں۔ اس سے حروف کی حفاظت رہتی ہے۔ (۵۳)

قابل مؤاخذہ کون سی غلطی ہے؟ فرمایا: اگر مجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو اہتمام ہے راحت پہنچانے کا اور پھر اس سے کوئی

---

(۵۱) الافاضات ج۱ص۲۴۵
(۵۲) الافاضات ج۱ص ۲۶۲
(۵۳) الافاضات ج۱ص۲۸۴

فروگزاشت ہو جائے اس پر ناگواری نہیں ہوتی، ہاں اگر راحت پہنچانے کا اہتمام اور فکر ہی نہ ہو تو بے شک ناگواری ہوتی ہے اس پر میں مؤاخذہ کرتا ہوں کہ یہ حرکت کیوں ہوئی؟

فرمایا: میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپس میں تعلقات صاف ہوں۔ کسی بات میں الجھن نہ ہو۔ نہ ان کو کسی سے تکلیف پہنچے۔ نہ اوروں کو ان سے تکلیف ہو۔ اگر ملنے کو جی چاہا مل لیے۔ نہ جی چاہا نہ ملے۔ صاف کہہ دیا کہ فرصت نہیں۔ مسلمان کی تو خوبی یہی ہے کہ ان کی دنیا بھی دین ہی کے رنگ میں ہو۔ (۵۴)

جو چیز جہاں سے لیتا ہوں وہیں رکھتا ہوں

فرمایا: لوگوں کی صفائی اور انتظام کی تو عادت نہیں الجھی ہوئی طبیعتیں ہیں میرا تو گھر میں بھی یہی معمول ہے۔ جو چیز جہاں سے اپنے ہاتھ سے لیتا ہوں وہیں رکھتا ہوں۔ مثلاً قلم دان، دیا سلائی گھر میں جہاں سے اٹھاتا ہوں وہیں خود رکھتا ہوں۔ دوسرے پر اس کام کو نہیں چھوڑتا۔ جی یہ چاہتا ہے کہ اصول صحیحہ کا میں بھی تابع رہوں۔ اور دوسروں کو بھی ان ہی کا تابع بناؤں۔ (۵۵)

عورتوں پر بھی ڈانٹ ڈپٹ

عرض کیا گیا: حضرت گھر میں عورتیں بھی آتی ہوں گی ان پر بھی بے اصول باتوں پر ڈانٹ ڈپٹ ہوتی ہوگی؟

---

(۵۴) الافاضات ج۱ص۳۹۱

(۵۵) الافاضات ج۱ص۴۰۲

فرمایا: پرسوں ہی کا واقعہ ہے چند عورتیں گاؤں کی آئی تھیں۔ وہ کچھ کپڑا ساتھ لائی تھیں انہوں نے گھر میں دینا چاہا۔ گھر میں سے کہا کہ ان کی اجازت کے بغیر میں نہیں لے سکتی۔ ایک ان میں سے بولی کہ مولوی جی تھوڑا ہی گٹھڑی کھول کر دیکھیں گے۔ انہوں نے ڈانٹا۔ اور کہا: کیا واہیات بات ہے؟ میں بغیر ان کی اجازت کے ایسا کب کر سکتی ہوں۔ خبردار جو ایسی بے ہودہ فرمائش کی۔ سو ان کو بھی ڈانٹنے کی ضرورت پڑی۔ وہ سب عورتوں کی بڑی فرمائش کیا کرتی تھیں جب اپنے پر پڑی تو وہی کیا جو میں کرتا ہوں۔

اور میرا معاملہ تو گھر والوں کے ساتھ بھی ان باتوں میں وہی ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے گھر والوں کے ساتھ۔ فرمایا تھا کہ پہلے تو تم عمر کے اقارب تھے۔ اور اب امیر المومنین کے اقارب ہو۔ لوگوں کی نظر تمہارے افعال پر ہوگی۔ اگر تم نے کچھ فروگزاشت کی تو تم کو اوروں سے دونی سزا دوں گا۔ (۵۶)

بدون مشورۂ معالج دوا کا استعمال فرمایا: ایک صاحب نے سرمہ بھیجا ہے۔ جس کا وزن ایک تولہ ہے۔ اور قیمت آٹھ آنا ہے۔ لکھا ہے کہ ویسے ہی نذر کرتا ہوں۔ ایک ہفتہ استعمال کے بعد نفع ظاہر ہوگا۔ جو نفع ہوا اس کو تحریر فرمادیں میں اس کو شائع کروں گا۔

(۵۶) الافاضات ج ۱ ص ۳۰۳

میں نے سرمہ واپس کر دیا اور لکھ دیا کہ میں کوئی چیز بدون معالج کے مشورے کے استعمال نہیں کرتا لہذا آپ کا سرمہ واپس ہے۔ فرمایا: ان کی وجہ سے میں اپنی آنکھوں کو تختۂ مشق بناؤں موافق آئے نہ آئے۔ اگر کوئی مضرت پہنچ گئی تو ان کا کیا بگڑ جائے گا۔ زحمت تو مجھ کو اٹھانا پڑے گی۔ میں ہمیشہ اس کی احتیاط رکھتا ہوں۔ (۵۷)

بدون مشورہ ہدیہ بھیجنے کا انجام فرمایا: ایک صاحب نے حضرت والا کے لیے چادر بطور ہدیہ بھیجی۔ اس پر حضرت والا کا یہ جواب گیا۔

السلام علیکم۔ قبول کر کے عرض یہ ہے کہ بدون مشورہ لیے ہوئے کوئی چیز بھیجنے کا نتیجہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز حاجت سے زائد ہوتی ہے۔ اب بجز فروخت کے کوئی سبیل نہیں۔ اور قیمت نہ معلوم ہونے میں خسارے کا احتمال ہوتا ہے۔ (۵۸)

ایک ساتھ آنے والوں سے ایک سا برتاؤ کرنا چاہیے فرمایا: جب دو ساتھی مہمان آتے ہیں تو کھانے کے معاملے میں ان کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرتا ہوں مجھے یہ بھی نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک کے ساتھ کچھ معاملہ کیا جائے۔ اور دوسرے کے ساتھ

---

(۵۷) الافاضات ج ۲ ص ۹

(۵۸) الافاضات ج ۲ ص ۹

کچھ دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ مناسب ہے۔(٥٩)

دوسرے کے ماتحتوں کے متعلق اصول فرمایا: میں کسی شخص سے جس کا دوسرے کے ساتھ ماتحتی کا تعلق ہو خود اپنے اثر سے کام نہیں لیتا۔ جو جس کا ماتحت ہوتا ہے اس کی اجازت سے کام لیتا ہوں۔ گو وہ شخص جس سے اجازت حاصل کی جاتی ہے خود میرا ماتحت ہو۔ اس سے انتظام میں گڑبڑ نہیں ہوتی۔ یہ اصولی بات ہے۔(٦٠)

سلیقہ خداداد چیز ہے فرمایا: سلیقہ خداداد چیز ہے۔ انگریزی عربی پر موقوف نہیں۔ جس کو خدا تعالیٰ عطا فرمائیں۔(٦١)

لباس کا بھی اخلاق پر اثر ہوتا ہے فرمایا: لباس کا بھی اخلاق پر اثر ہوتا ہے۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ شیر وانی میں شیر ہے۔ گرگابی میں گرگ ہے۔ سر سے پاؤں تک درندوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ ثقہ نیک لوگوں کو ایسے لباس سے اجتناب ضروری ہے۔(٦٢)

دین کا ایک اصول لَاضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فرمایا: جس شخص میں دو صفتیں ہوں گی دین اور عقل، وہ ہمیشہ غالب رہے گا۔

---

(٥٩) الافاضات ج ٢ ص ١٠
(٦٠) الافاضات ج ٢ ص ١٥
(٦١) الافاضات ج ٢ ص ٣٥
(٦٢) الافاضات ج ٢ ص ٣٥

ایک بار ہرقل کے دربار میں سفیر اسلام آیا۔ اس نے حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات دریافت کیے۔ تو ان سفیر اسلام کا جواب سنیے: فرماتے ہیں کہ ہمارے امیر المومنین کا مختصر حال یہ ہے لَا یَخْدَعُ وَلَا یُخْدَعُ نہ دھوکا دیتے ہیں اور نہ دھوکا کھاتے ہیں۔ ہرقل ان جملوں کو سن کر حیران رہ گیا۔ اور دربار عام میں یہ بات کہی کہ ان کے خلیفۂ وقت میں یہ دو صفتیں ہیں کہ نہ کسی کو دھوکا دیتے ہیں جو دلیل ہے ان کے دین کی۔ نہ کسی کے دھوکے میں آتے ہیں جو دلیل ہے ان کی عقل کی۔ سو جس میں یہ دو باتیں جمع ہوں گی ساری دنیا اس کا مقابلا نہیں کرسکے گی۔ (۶۳)

مقابلے میں خاموشی بھی حکمت ہے فرمایا: ہمارے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے زمانے میں مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں ایک سوال آیا۔ وہ حضرت نے میرے سپرد فرمایا کہ اس کا جواب لکھ دو۔ میں نے جواب لکھ دیا۔ وہاں سے اس پر کچھ اشکال لکھا ہوا آیا میں نے پیش کیا تو فرمایا کہ لکھ دو ہم مرغان جنگی نہیں ہیں۔ یہ ہمارا تبرع اور احسان تھا کہ وقت نکال کر جواب لکھ دیا۔ اگر آپ کو ہمارے جواب سے شفا نہیں ہوئی تو فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ (ہر عالم سے بڑھ کر دوسرے عالم موجود ہیں) اور کسی سے تحقیق کرلو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت جواب تو ہونا چاہیے فرمایا:

---

(۶۳) الافاضات ج ۲ ص ۱۴۱

نہیں جی! چناں چہ اسی پر عمل کیا گیا۔ بعد میں اسی کا مصلحت ہونا معلوم ہوا۔

غرض ہم کو بچپن سے یہی تعلیم کی گئی ہے۔ اور یہی پسند ہے۔ اور وہ بھی محض اس خیال سے کہ لوگ سمجھیں گے کہ انہیں کچھ آتا جاتا نہیں۔ کیا واہیات خیال ہے علما کو تو ایسے لغو خیالات سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ان کی تو شان یہ ہونا چاہیے:

دلفریبان نباتی ہمہ زیور بستند دلبر ماست کہ با حسنِ خداداد آمد

ترجمہ: دنیا کے سارے محبوب بناؤ سنگار کے محتاج ہیں۔ ہمارے محبوب کو حسنِ خداداد حاصل ہے۔ (۶۴)

بغیر شوہر کی اجازت بیعت نہ کرنا

فرمایا: میں بغیر شوہر کی اجازت کے عورت کو مرید نہیں کرتا۔ اس لیے کہ بہت ممکن ہے کہ مرد غیر معتقد ہو اور عورت معتقد ہو۔ تو مرد اس پیر کی نسبت کچھ کہنے لگے تو عورت کو ناگوار ہو۔ اس لیے یہ مرد کو کوئی جواب دے پھر گھر میں فساد ہو۔ اس لیے مرید کرنا مناسب نہیں۔ میرے یہاں ہر بات الحمد للہ اصول کے ماتحت ہوتی ہے۔ (۶۵)

ذمہ دار صاحب بصیرت ہونا چاہیے

فرمایا: ذمہ دار کو صاحبِ بصیرت ہونے کی ضرورت ہے یہ بڑا ہی باریک فن ہے۔

---

(۶۴) الافاضات ج ۲ ص ۵۶

(۶۵) الافاضات ج ۲ ص ۱۸

دیکھ لیجیے گورنمنٹ اگر کسی چیز کو نافذ کرنا چاہتی ہے تو پہلے اعلان کرتی ہے۔ نافذ نہیں کرتی۔ اس کا چرچا ہوتا ہے۔ چند روز میں طبیعت خوگر ہو جاتی ہے۔ پھر نافذ کر دیا جاتا ہے۔ یہ سب تدابیر ہیں۔ جس سے انتظام کو بقا ہوتا ہے۔(٦٦)

عیادت کا طریقہ، اور سرگوشی کا حکم فرمایا: اسلام کی ہر تعلیم عجیب و غریب ہے۔ عیادت کے باب میں حکم ہے: **فَلْيُخَفِّفِ الْجُلُوْسَ**۔ کہ تھوڑی دیر بیٹھو۔

اور یہ حکم ہے کہ اگر تین اشخاص ایک جگہ ہوں تو دو شخصوں کو سرگوشی کرنے کی اجازت نہیں۔ تیسرے کی دل شکنی ہو گی کہ مجھ کو غیر سمجھا۔ اس لیے مجھ سے اخفاء (پوشیدہ) کیا گیا۔

اگر تعزیت کے لیے جائیں تو غم زدوں کی تسلی کی باتیں کرنے کا حکم ہے۔ تا کہ وہ خیال ان کے دل پر سے ہٹ جائے۔ نہ یہ کہ جیسی آج کل رسم ہے، کہ مرنے والے کی جدائی کا صدمہ بیان کرتے ہیں۔ اس سے تو گھر والوں کو اور بھی تکلیف ہوتی ہے۔

غرض یہ کہ تمہارے گھر میں ہر قسم کے تعلیمی خزانے دبے ہوئے ہیں مگر تم کو قدر نہیں۔ اسی کو فرماتے ہیں:

یک سبد پر نان ترا بر فرقِ سر ☆ تو ہمیں جوئی لب ناں در بدر
تا بزانوئے میانِ قعرِ آب ☆ وز عطش وز جوع گشتستی خراب

(٦٦) الافاضات ج ۲ ص ٦٩

ترجمہ: تیرے سر پر ایک ٹوکرا روٹیوں کا بھرا ہوا رکھا ہے۔ اور تو در بدر ٹکڑے مانگتا پھرتا ہے۔ گھٹنوں تک پانی کے اندر کھڑا ہے اور پیاس اور بھوک سے مرا جا رہا ہے۔ (۶۷)

پورے ملک کو مدرسہ بنانے کی تدبیر فرمایا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قانون مقرر کر کے کیا اچھا انتظام کیا تھا کہ سارے ملک کو درس گاہ بنا دیا تھا۔ وہ یہ کہ انہوں نے حکم دیا کہ بازار میں بجز ایسے شخص کے کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں جو مسائلِ فقہیہ نہ جانتا ہو۔ (یعنی بازار میں وہ بیٹھے جو فقہی مسائل جانتا ہو)

مطلب یہ تھا کہ جو خریداران سے معاملہ کریں گے ان کو بھی مسائل سے آگاہی ہو جائے گی۔ اس طرح سے بلا مشقت تمام ملک مدرسہ ہو جائے گا۔ سو وہ سارے ملک کو مدرسہ بنانا چاہتے تھے۔ اور آج کل بقول مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مولویوں میں یہ کمی ہو گئی ہے کہ پڑھ کر یا تو دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں یا ذکر و شغل میں۔ درس و تدریس چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ تو وہ اپنے مقام کو بھی مدرسہ نہیں بناتے۔ (۶۸)

دین و دنیا کے انتظام والی کتاب فرمایا: میں اپنی تمام تصنیفات میں رسالہ "حیات المسلمین" کو اپنے لیے ذریعۂ نجات سمجھتا ہوں

(۶۷) الافاضات ج ۲ ص ۸۳
(۶۸) الافاضات ج ۲ ص ۹۶

کیوں کہ اس میں قیامت تک کے لیے مسلمانوں کے دین و دنیا کا انتظام ہے۔

لیکن بعض ثمرات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ بدون جماعت کے مرتب نہیں ہو سکتے۔ جیسے نماز میں جماعت کے فضائل ہیں۔ مگر جب تک سب جمع ہو کر نہ پڑھیں وہ فضائل حاصل نہیں ہو سکتے۔ ایسے ہی حیات المسلمین کے اعمال کے ثمرات بدون کثرت سے مسلمانوں کے جمع ہوئے اور عمل کیے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اگر سب مسلمان اس کی تعلیم پر عمل کریں۔ اور اس کو اپنا دستور العمل بنالیں۔ تو میں خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ دین و دنیا میں ان کو اعلا درجے کی کامیابی اور فتح نصیب ہو۔ (۶۹)

معاملۂ تربیت کا ایک اہم اصول

فرمایا: معاملۂ تربیت میں جب میری کوئی رعایت کرتا ہے تو میرا بھی جی چاہتا ہے کہ رعایت کروں۔ اگر وہ رعایت کا اہتمام نہیں کرتا میں بھی نہیں کرتا کہ اس سے اس کا جہل بڑھتا ہے۔ (۷۰)

اہل کمال کو زیب وزینت کی ضرورت نہیں

فرمایا: اہل کمال کو زیب وزینت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ ایسی فضولیات کی طرف متوجہ ہوں۔ میں تو جب کسی کو

(۶۹) الافاضات ج ۲ ص ۱۵۵

(۷۰) الافاضات ج ۲ ص ۱۱۷

زیب وزینت کا اہتمام کرتا دیکھتا ہوں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ شخص کمال سے خالی ہے۔ اور حصولِ کمال کی طرف متوجہ بھی نہیں۔(٧١)

خط کا بچا ہوا کاغذ ردی میں نہ ڈالا جائے فرمایا: ایک خط میں جو واپسی کا نہیں تھوڑا سا سادا کاغذ ہے۔ جی نہیں چاہتا کہ اس کو ردی میں ڈال دیا جائے دو تین تعویزوں ہی کے کام آجائے گا۔ اور جو خط واپسی کا ہوتا ہے اس کا زائد کاغذ بھی واپس کر دیا جاتا ہے۔(٧٢)

کسی کو تکنا اچھا نہیں فرمایا: کسی کو تکنا اچھا نہیں معلوم ہوتا اس سے طبعاً ناگواری ہوتی ہے۔ مزاحاً فرمایا: پھر وہ ناگ دار (سانپ کے مشابہ) ہو جاتا ہے۔ دوسرے اس میں تجسس کی سی صورت معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے کے راز پر مطلع ہونا ہے۔ اس میں لوگ بداحتیاطی سے کام لیتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔(٧٣)

بے موقع ہدیہ بھی وصول نہ کیا جائے فرمایا: ایک صاحب سے کچھ غلطی ہو گئی تھی۔ ابھی ان سے خط وکتابت ہو ہی رہی تھی معاملہ صاف نہ ہوا تھا کہ ایک رقم آپ نے بطور ہدیہ بھیجی۔ میں نے روپیہ واپس کر کے لکھ دیا کہ میں کوئی رشوت کھاتا ہوں؟ پھر لکھا بطور ہدیہ ہی سہی مگر بے موقع بھیجا اس لیے مشابہ رشوت کے

---

(٧١) الافاضات ج ٢ ص ١٣٤
(٧٢) الافاضات ج ٢ ص ١٥٥
(٧٣) الافاضات ج ٢ ص ١٥٩

ہو گیا۔ وہ روپیہ وصول نہ کیا اس لیے کہ اصول کے خلاف تھا۔ آج ایک صاحب نے پانچ روپے بھیجے کیوں کہ اصول کے ماتحت تھے وہ وصول کر لیے گئے۔ مصلح کو ہر چہار طرف نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ باتیں تجربات سے تعلق رکھتی ہیں۔ (۷۴)

زیادہ چاپلوسی ذلت معلوم ہوتی ہے

فرمایا: محبت کا مادہ تو میرے اندر ہے مگر تعظیم کا مادہ نہیں۔ زیادہ چاپلوسی کرتے ہوئے ذلت معلوم ہوتی ہے۔ (۷۵)

کتاب پڑھ کر معتقد نہیں ہونا چاہیے

فرمایا: لوگ میری کتاب دیکھ کر معتقد ہو جاتے ہیں سخت غلطی ہے۔ یہاں آکر کہتے ہوں گے کہ تصنیف میں تو چہرا ایسا دل فریب اور یہاں دیکھو تو اور رنگ زیب۔ اس لیے کہ میں اصلاح اور تربیت کی بنا پر روک ٹوک اور تعلیم کرتا ہوں۔ اگر یہ طرز اختیار نہ کروں تو اصلاح کیسے ہو؟ آج کل اکثر طبائع شریف نہیں رہیں کہ نرمی سے اعمال قبول کرلیں۔ (۷۶)

دوسروں کو اپنے ساتھ لانا مناسب نہیں

فرمایا: آج کل یہ بھی آنے والوں کی قریب قریب ایک عام عادت ہو گئی ہے کہ

---

(۷۴) الافاضات ج ۲ ص ۱۵۹

(۷۵) الافاضات ج ۲ ص ۱۶۲

(۷۶) الافاضات ج ۲ ص ۱۷۱

دوسروں کو اپنے ساتھ لگا کر لاتے ہیں یہ طرز بہت برا ہے۔ اور اس میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ نے مولوی محمد علی صاحب سے فرمایا تھا کہ کسی کو ساتھ مت لایا کرو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

حاصل یہ تھا کہ تمہارے ساتھ اور معاملہ ہے اور آنے والے کے ساتھ نہ معلوم کیا برتاؤ مناسب ہے۔ تمہارے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس کی رعایت کرنی پڑتی ہے۔ کیسی اصولی بات فرمائی۔ حالاں کہ مجذوب تھے مگر نہ معلوم کس طرح یہ اصول قلب میں آتے تھے۔ اب تجربے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ واقعی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ (۷۷)

سب کام اعتماد سے چلتا ہے فرمایا: سب کام اعتماد پر ہوتے ہیں اگر اعتماد نہ ہو تو کوئی کام بھی نہ ہو۔ مثلاً اگر مریض کو طبیب پر اعتماد نہ ہو کبھی کام نہیں چل سکتا۔ اعتماد بڑی چیز ہے۔ عدم اعتماد سے ہمیشہ پریشانی ہی رہے گی۔

مثلاً طبیب مریض سے کہے کہ تم صحت یاب ہو گئے یہ کہے نہیں۔ یا طبیب کہے، کہ مرض باقی ہے۔ مریض کہے، نہیں ایسی حالت میں سوائے پریشانی کے اور کیا ہوگا؟ (۷۸)

---

(۷۷) الافاضات ج ۲ ص ۱۷۱

(۷۸) الافاضات ج ۳ ص ۵

چھوٹی جگہ رہ کر کام ہوتا ہے ایک صاحب نے ایک بڑے غیر مسلم حاکم کا مقولہ نقل کیا کہ حضرت چھوٹے قصبے میں رہتے ہیں۔ دہلی جیسی جگہ میں کیوں قیام نہیں فرماتے تاکہ لوگوں کو نفع ہو۔

فرمایا: کہ آدمی چھوٹی جگہ میں رہ کر کام زیادہ کر سکتا ہے۔ کیوں کہ وقت فراغ کا زیادہ ملتا ہے۔ اور بڑی جگہ میں رہ کر چھوٹا کام بھی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہو سکتا ہے کیوں کہ زیادہ وقت آنے والوں کی دل جوئی میں گزرتا ہے۔(۷۹)

لفافہ بند کرنے کے طریقے پر تنبیہ ایک صاحب کا خط آیا اس کو اس طرح بند کیا تھا کہ کھولتے ہوئے پھٹ گیا۔ اس پر حضرتِ والا نے جواب تحریر فرمایا:

اس حالت میں یا تو تم کو بند کرنے کی تمیز نہیں۔ یا مجھ کو کھولنے کی تمیز نہیں۔ اور بد تمیز نہ مرید ہونے کے لائق ہے۔ اور نہ پیر بننے کے لائق۔ اس واسطے اس قصے کو ختم کرو۔ اور اگر تم نے بند نہیں کیا کسی اور نے بند کیا تو آئندہ بھی ایسے ہی بد تمیز آدمی سے بند کرایا کرو گے تو یہ تکلیف کون برداشت کرے گا؟

جواب آیا کہ خط کے اوپر گوند دوسرے شخص نے لگایا تھا حضرت والا کا جواب گیا کہ تم نے خود کیوں نہیں لگایا کیا اپنے آپ کو اتنا بڑا آدمی سمجھتے ہو کہ ایسے معمولی کام بھی دوسروں سے لیتے

---

(۷۹) الافاضات ج ۳ ص ۴۳

ہو تو متکبر آدمی بھی مرید ہونے کے لائق نہیں۔(۸۰)

درس و تدریس کا ایک اہم اصول فرمایا: انتظام کی ہر چیز میں ضرورت ہے۔ میں درس کے وقت مدرسین کے پاس ایسے شخص کو نہیں بیٹھنے دیتا جو شریک درس نہ ہو۔ میں جس وقت کانپور میں مدرس تھا میرا یہی معمول تھا اس میں خرابی یہ ہے کہ استاد کو تو یہ فکر کہ کوئی بات تقریر میں کتاب کے خلاف نہ ہو جائے۔ اور شاگرد کو یہ فکر کہ کوئی سوال ایسا نہ ہو کہ جس سے ہم بد استعداد خیال کیے جائیں۔ تو دونوں مشوش (فکر مند) ہو جاتے ہیں۔ آج کل مدارس میں قطعاً اس کا انتظام نہیں کیا جاتا یوں ہی وقت خراب کیا جاتا ہے۔(۸۱)

نئی جگہ جانے پر کیا کرے؟ فرمایا: آدمی نئی جگہ جائے تو یہ چند باتیں پہنچتے ہی کہہ دینی چاہئیں۔ کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کیوں آیا ہوں؟(۸۲)

مشائخ قدیم کا ایک انتظام فرمایا: ابن بطوطہ سیاح کا قول یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے مشائخ کا یہ معمول اور انتظام ہے کہ خانقاہ کے صدر دروازے پر کچھ لوگ واردین کی جانچ پڑتال کے لیے

---

(۸۰) الافاضات ج ۳ ص ۷۶

(۸۱) الافاضات ج ۳ ص ۱۰۸

(۸۲) الافاضات ج ۳ ص ۱۰۸

رہتے ہیں۔ ہر طالب خود مشائخ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اب اگر کوئی ایسا کرے تو اس قدر بدنام ہو کہ الامان والحفیظ۔

اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس وقت کے لوگ اس قدر کم فہم نہ تھے۔ اور ان کے قلوب میں دین اور اہل دین کی عظمت تھی۔ اور آج کل اس کی کمی ہے۔ خود مشائخ کو اپنا مطیع بنانا چاہتے ہیں۔ (۸۳)

مہمانوں کے ساتھ رعایت کی ایک صورت فرمایا: میرا ایک یہ بھی معمول ہے کہ اگر متعدد مہمان ہوں اور ان میں پہلے سے کوئی تعلق نہ ہو تو ان کو ایک جگہ جمع کر کے کھانا نہیں کھلاتا۔ اگر خود بھی ساتھ کھاؤں تب جمع کر لیتا ہوں۔ کیوں کہ اس وقت میں خود ان سب کے لیے واسطہ ہو جاتا ہوں۔ اور مجھ سے سب کو واسطہ ہوتا ہے۔ یہ بات کبھی نہ سنی ہو گی۔ مہمانوں کے بارے میں اس قدر رعایتیں کرتا ہوں پھر بھی سخت مشہور ہوں۔

یہ معمول اس لیے ہے کہ کھانے میں مختلف لوگوں کے جمع ہو جانے سے آپس میں بے تکلفی نہ ہونے کی وجہ سے انقباض ہوتا ہے۔ دل کھول کر فراغت سے کھایا نہیں جاتا مختلف طبائع مختلف رنگ کی ہوتی ہیں۔ بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب تک بے تکلفی

---

(۸۳) الافاضات ج ص ۱۱۴

نہ ہو کھانے میں حجاب ہوتا ہے۔(۸۴)

کھانا کھانے کے وقت کا ایک ادب فرمایا: کھانے کے وقت اگر کھانے والے سے ایسی بات کی جائے جس میں قوتِ فکریہ نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ یہ کھانے کے آداب میں سے ہے۔ اور جس میں قوتِ فکریہ صرف ہو ایسی گفتگو نہ کرنا چاہیے۔ ورنہ کھانے کا لطف جاتا رہتا ہے۔ برباد ہو جاتا ہے۔(۸۵)

دوسرے کی شرکت والا کام ہوتا نہیں فرمایا: آج ایسے کام کرنے کی ہمت نہیں ہوتی جس میں دوسرے کی شرکت کی ضرورت ہو۔ آج کل تجربہ سے معلوم ہوا کہ وہ کام ہوتا ہی نہیں جس میں مختلف طبائع کے لوگ جمع کیے جائیں۔(۸۶)

بڑے کی بات میں دخل دینا بے ادبی ہے ایک صاحب کی غلطی پر حضرتِ والا مؤاخذہ فرمارہے تھے۔ ان سے جواب طلب ہو رہا تھا وہ صاحب خاموش تھے۔ ایک صاحب نے جو مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ان سے خطاب کیا کہ آپ جواب دیجیے! اس پر حضرتِ والا نے ان سے فرمایا:

---

(۸۴) الافاضات ج۳ص۱۷۰

(۸۵) الافاضات ج۳ص۱۷۰

(۸۶) الافاضات ج۳ص۱۷۹

بس آپ دخل نہ دیجیے۔ آپ کو میں نے وکیل نہیں بنایا۔ آپ کیوں دخل در معقولات دیتے ہیں۔ اس طرز میں بڑی خرابیاں ہیں۔

ایک مفسدہ (خرابی) تو یہ ہے کہ ایک غریب پر چہار طرف سے ہنگامہ ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کی دل شکنی ہوتی ہے۔

دوسرے یہ کہ مخاطب کو مجھ سے تو محبت ہے اس لیے اس کو میری ہر بات گوارا ہوگی اور تم سے محبت نہیں اس لیے (آپ کی بات سے) اس کو ناگواری ہوگی۔

اور ایک تیسری بات ان دونوں سے باریک ہے جس پر بدون غور کے نظر پہنچنا مشکل ہے۔ وہ یہ کہ میری اس میں اہانت ہے کہ تو کافی نہیں۔ ہمارے جوڑ لگانے کی ضرورت ہے۔ (۸۷)

بات صاف نہ کہنا پریشان کرنا ہے | فرمایا: ایک شخص نے لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ مجدد ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ اب اگر کوئی اور ہوتا تو لکھتا کہ ہوں یا نہیں؟ مگر میں نے لکھا کہ جزم (یقین) کی تو کوئی دلیل نہیں۔ اور احتمال مجھے بھی ہے۔ جو بات تھی صاف لکھ دی دوسرے کو پریشان کرنا اس سے کیا فائدہ؟ نہ اثبات پر جزم نہ نفی پر جزم۔ مثبت کو منفی کرنا اور منفی کو مثبت کرنا یہ بھی تو پریشان ہی کرنا ہے۔ (۸۸)

---

(۸۷) الافاضات ج ۳ ص ۲۵۲

(۸۸) الافاضات ج ۳ ص ۲۵۸

بے تکلفی تو ہو مگر بدتہذیبی نہ ہو

فرمایا: بے تکلفی تو مطلوب ہے مگر بدتمیزی اور بدتہذیبی بری چیز ہے۔ بے تکلفی سے تو محبت بڑھتی ہے اور بدتمیزی و بدتہذیبی سے کدورت اور انقباض ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جان کر کوئی اذیت نہیں پہنچاتا۔ (۸۹)

بیٹے کے سامنے باپ کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ

فرمایا: میرا معمول ہے کہ اگر باپ بیٹے دونوں ساتھ ملنے آئیں تو باپ کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہیں کرتا جس سے بیٹے کی نظر میں اس کی سبکی (ذلت) ہو۔ میں ایسی باتوں کا بہت خیال رکھتا ہوں۔ (۹۰)

عورت مرد کے مشورے کی پابند رہے

فرمایا: عورت کو بدون مرد کے مشورے کے کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔ حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے یہ حدیث نسائی میں ہے کہ اگر عورت اپنا مال بھی صرف کرے وہ بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نہ کرے۔ (۹۱)

تجدید بیعت کا ایک اہم اصول

فرمایا: اگر شیخ سابق متبع سنت تھے تب تو ان کی بیعت مع اپنی برکت کے ویسی ہی باقی ہے۔ پھر تجدید بیعت کی ضرورت نہیں۔ اور اگر متبع سنت نہ تھے تو وہ بیعت

---

(۸۹) الافاضات ج ۳ ص ۳۱۵

(۹۰) الافاضات ج ۳ ص ۳۲۱

(۹۱) الافاضات ج ۳ ص ۳۲۱

ہی صحیح نہیں ہوئی۔ اب جہاں چاہے جس سے چاہے بیعت کرلی جائے۔ مگر اس کے ساتھ پہلے شیخ کے متعلق اس کا لحاظ رہے۔ وَاهْجُرْهُمْ هَجْراً جَمِيلاً۔ یعنی ہجر (چھوڑنا) تو ہو مگر جمیل یعنی شیخ سابق کی بیعت فسخ ہونے کے بعد بھی اس کے ساتھ گستاخی نہ کرے۔ (۹۲)

کسی کی روایت سے مجھے بدگمانی نہیں ہوتی فرمایا: مجھ کو جو کسی سے شکایت پیدا ہوتی ہے وہ اپنی تحقیق سے ہوتی ہے۔ کسی کے اثر سے نہیں ہوتی۔ بعض لوگ دوسروں کے متعلق ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے اس معاملے سے یہ فاسد غرض ہے۔ مگر الحمد للہ میں کبھی اس سے اثر نہیں لیتا۔ حسن ظن اس قدر عطا ہوا ہے کہ روایت (سننے) سے کبھی بدگمانی ہوتی ہی نہیں۔ یہ میرا ایک معمول ہے۔ (۹۳)

اصول میں راحت ہے، اور ایک واقعہ فرمایا: میں الہ آباد گیا ہوا تھا۔ تعویزوں کی فرمائش ایسے وقت ہوئی کہ وہ وقت عین چلنے کا تھا۔ میں نے کہا اس کی صورت یہ ہے کہ کاغذ دوات اسٹیشن پر ساتھ لے چلو، میں ریل میں بیٹھ کر لکھوں گا۔ اور جب گاڑی چل دے کاغذ قلم دوات واپس کر کے میں بھی چل دوں گا۔ چناں چہ

---

(۹۲) الافاضات ج ۳ ص ۲۲۴

(۹۳) الافاضات ج ۳ ص ۳۲۴

ریل میں بیٹھ کر لکھتا رہا جب ریل روانہ ہوئی قلم دوات حوالہ کر کے میں بھی روانہ ہو گیا۔ تو اصول سے بڑی راحت ملتی ہے۔ آج کل یہی بات نہیں رہی اصول اور ضابطوں سے لوگ گھبراتے ہیں۔ اور میں بے اصولی اور بے قاعدہ باتوں سے گھبراتا ہوں۔ کیوں کہ دوسروں کے کام کے ساتھ اپنی بھی کچھ مصلحتیں ہیں۔ آرام بھی ہے۔ کوئی کام بھی ہے۔ کس طرح دوسروں کا پابند ہو جاؤں۔ (۹۴)

جلوت میں خلوت کی حفاظت کا اصول

فرمایا: بعض لوگ خلوت کی حفاظت کے لیے کواڑ بند کر کے بیٹھتے ہیں۔ اور میں لڑ بھڑ کر جلوت ہی میں خلوت کی حفاظت کر لیتا ہوں۔ میں اس قسم کی حفاظت کو پسند نہیں کرتا اس لیے کہ بعض اہل حاجت کو فوری ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت اس کو نظر آنا چاہیے۔ فوری حاجت کی مثال یاد آئی۔

ایک مرتبہ غالباً نصف شب کا وقت تھا پڑوس میں ایک مکان سے کراہنے کی آواز آئی۔ برداشت نہ کر سکا۔ اٹھ کر باہر آیا اس مکان کے دروازے پر پہنچ کر پوچھا۔ معلوم ہوا کسی کے دردزہ ہو رہا ہے۔ مکان پر واپس آکر تعویز لکھ کر لے گیا۔ سو ضرورت کے وقت تو اگر کوئی آدھی رات بھی آواز دے۔ ذرا برابر گرانی نہیں ہوتی، جان بھی حاضر ہے۔ مگر طریقے سے، لیکن اگر کوئی کام

(۹۴) الافاضات ج ۳ ص ۳۳۰

مؤخر ہو سکتا ہے یا پہلے سے کہہ سکتا تھا مگر نہیں کہا اس کی رعایت کرنے کو جی نہیں چاہتا باقی ضرورت کے وقت کبھی تسائل نہیں کر سکتا۔(۹۵)

بالکل پیچھے پیچھے چلنا غلط ہے فرمایا: ایک شخص کو میں نے بالکل پیچھے پیچھے سیدھ میں ہو کر چلنے سے منع کیا۔ ممکن ہے کہ آگے چلنے والے کے جوتے میں کوئی کنکر وغیرہ آجائے اس کو نکالنے کے لیے یا کسی اور ضرورت سے رکنا پڑے۔ اور پیچھے پیچھے چلنے والا بے فکری سے چلتا رہے اور اس طرح تصادم ہو جائے۔

اس پر ایک صاحب نے بیان کیا کہ ایک ڈپٹی صاحب آئے تھے میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا وہ کسی ضرورت سے رکے تو میں ان پر جا پہنچا وہ گرے میں ان کے اوپر گرا۔ ان کے چوٹ آئی۔ فرمایا کہ جی ہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔(۹۶)

دوستوں کی غلطی پر تحمل نہ کرے فرمایا: دشمن کے ساتھ صبر و تحمل کمالات میں سے ہے۔ مگر دوستوں کے ساتھ صبر و تحمل کرنا جب کہ اس سے ان کا دینی نقصان ہو عیوب میں سے ہے۔ اس سے ان کے جہل اور غلطی میں مبتلا رہنے سے ان سے کدورت اور انقباض بھی پیدا ہوگا۔ صورت دیکھتے ہی خیال ہوگا کہ پھر ستانے کو آئے

---

(۹۵) الافاضات ج ۳ ص ۳۳۰

(۹۶) الافاضات ج ۳ ص ۳۳۱

ہیں۔ اس لیے ضرورت ہے کہ دوستوں سے کبھی تحمل نہ کرے۔ ان کی غلطیوں پر متنبہ کر دینا ہی دوستی اور تعلق کو باقی رکھنے کا سبب ہوگا۔ اور یہ امور علم معاملات میں سے ہے۔ یہ اسرار نہیں البتہ امور مکاشفہ اسرار ہیں۔ اس لیے اگر امور معاملہ کو چھپائے تو خیانت ہے اور امور مکاشفہ کو اگر ساری عمر بھی ظاہر نہ کرے تو کوئی مضرت نہیں۔ ان پر کسی مقصود کا مدار نہیں۔ (۹۷)

حضرت تھانوی کے مؤاخذات پر ایک لطیفہ

فرمایا: لوگ میرے مؤاخذات کو دیکھ کر کہتے ہوں گے کہ کس قصائی سے پالا پڑا۔ اور میں ان کی بد تمیزی دیکھ کر کہتا ہوں کہ کن بیلوں سے پالا پڑا۔ بیل اور قصائی میں ایک تقابل بھی ہے۔ بات یہ ہے کہ طبیعتوں میں آزادی کی زہریلی ہوا گھسی ہوئی ہے۔ چاہتے ہیں کہ ہو تو جائیں سب کچھ، مگر نہ تو ہم کو کوئی کچھ کہے اور نہ کچھ کرنا پڑے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کسی کو اولاد کی تمنا ہو مگر نہ رشتہ بھیجے نہ کہیں آنا جانا پڑے نہ نکاح ہو اور اولاد ہو جائے۔

این خیال است و محال است جنوں (۹۸)

---

(۹۷) الافاضات ج۳ص ۳۳۳

(۹۸) الافاضات ج۳ص ۳۳۴

فرمائش کر کے کھانا پکوانے کا طریق فرمایا: میں تعظیم و تکریم کی تو زیادہ رعایت نہیں کرتا۔ البتہ راحت کا خاص اہتمام کرتا ہوں۔

آپ کو سن کر تعجب ہوگا۔ میں نے آج تک دونوں گھروں میں اس کی فرمائش نہیں کی کہ فلاں چیز پکالو۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید انتظام میں الجھن ہو۔ البتہ خود ان کے پوچھنے پر بتلادیتا ہوں۔ وہ بھی محض ان کی دل جوئی کی وجہ سے کہ یہ گمان نہ ہو کہ ہم سے اجنبیت برتتے ہیں۔ پھر وہ بتلانا بھی اس صورت سے ہوتا ہے کہ میں ان سے کہتا ہوں کہ تم بہ سہولت جو پکا سکتی ہو اس میں دو چار چیزوں کے نام لو۔ وہ نام لیتی ہیں تو میں ان میں سے ایک کا انتخاب کر دیتا ہوں۔ اور اب تو اس کی پرواہ ہی نہیں کہ دوسروں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ تعظیم و تکریم کا تو اہتمام رتے ہیں مگر راحت کا کوئی سامان نہیں کرتا۔(۹۹)

دعوت میں بے اصولی کی وجہ سے پریشانی فرمایا: دعوت محبت اور خلوص کی بنا پر ہوتی ہے۔ مگر اصول چھوڑ دینے کی وجہ سے کس قدر اس میں تکلیف ہوتی ہے۔

دعوت کے تین درجات شیخ اصغر علی صاحبؒ لکھنوی کہا کرتے تھے کہ دعوت کی تین قسمیں ہیں۔ اعلا، ادنا، اور اوسط۔ اعلیٰ تو یہ ہے کہ دام دے دو جو چیز چاہے خرید کر پکا کر پکوا کر کھالے۔

---

(۹۹) الافاضات ج ۳ ص ۲۳۶

اوسط یہ کہ خشک جنس دے دو اس میں بھی ایک درجہ آزادی ہے۔
اور ادنا یہ کہ پکا کر کھلاؤ۔

اور پکا کر کھلانے کو جو ادنا کہا واقعی حقیقت ہے۔ اس میں عادتاً وقت سے بے وقت، معمول سے غیر معمول، گھی زائد یا کم، مرچ زائد نمک کم یا نمک زائد مرچ کم۔ پھر بلایا بڑے اہتمام سے، احترام سے، اور رخصت کے وقت بتلا دیا کہ یہ راستہ ہے سیدھا۔ نہ سواری ہے نہ کوئی ساتھ ہے چلے جاؤ۔

دعوت نہ کرنے کی وصیت حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ کسی کی دعوت نہ کرنا اس کو بھی تکلیف تم کو بھی تکلیف، وقت سے بے وقت، معمول سے غیر معمول، اس باب میں حاجی صاحبؒ کی بھی یہی رائے تھی۔ البتہ اگر یہ تکلفات نہ ہوں تو وہ اس میں داخل نہیں۔ (۱۰۰)

راستے چلتے ہوئے کھانا کوئی گناہ نہیں فرمایا: میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔ اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہو گی۔ عدالت میں جانے سے بچ جاؤں گا۔ کوئی گناہ تو ہے نہیں۔ (۱۰۱)

---

(۱۰۰) الافاضات ج ۳ ص ۲۴۷

(۱۰۱) الافاضات ج ۳ ص ۲۴۷

انگریزی میں خط بھیجنے پر اصلاح

فرمایا: آج ایک منی آرڈر آیا تھا۔ جو تمام انگریزی میں تھا۔ یعنی پتے کے ساتھ کوپن بھی انگریزی ہی میں لکھا ہوا تھا میں نے اس وجہ سے واپس کر دیا کہ "میں کس سے پڑھواتا پھروں" یہاں ایک معمول ہے کہ مد ختم کی جو رقم آتی ہے اس کا پورا پتا لکھا جاتا ہے۔ اس خیال سے کہ اگر اس درمیان میں وہ شخص مر گیا تو وہ رقم ورثا کا ترکہ ہو گا۔ اس کو پتے پر واپس کر سکیں، اس لیے کوپن پر پورے پتے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح ایک صاحب نے لکھا تھا کہ میں تھانہ بھون فلاں تاریخ تک حاضر ہونا چاہتا ہوں اجازت فرمائی جائے۔ اصل عبارت تو اردو میں تھی مگر آمد کی تاریخ کے ہندسے انگریزی میں لکھے تھے۔ میں نے لکھ دیا کہ انگریزی پڑھ نہیں سکا۔ اس لیے آنے کے متعلق کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ پھر دوبارہ خط آیا معافی چاہی۔ اور سب اردو میں لکھا۔ جب رہ ہم کو اس دقت سے بچا سکتے ہیں تو کیوں نہیں بچاتے۔

ایک شخص کا خط آیا انگریزی میں۔ میں نے عربی میں جواب لکھا۔ اور عربی بھی مغلق لکھی۔ اس خیال سے کہ شاید کوئی طالب علم عربی کے ہوں ان سے پڑھوالیں۔ سیدھے ہو گئے۔ پھر اردو میں خط آیا۔ میں نے اردو میں جواب دیا۔ یہ ہو سکتا تھا کہ آئندہ بھی انگریزی میں آتا تو کسی سے پڑھوالیا جاتا۔ مگر ان کا دماغ کس طرح

درست ہوتا۔(۱۰۲)

خوشامد اور مکاری دونوں غلط ہیں فرمایا: میں کہا کرتا ہوں کہ دو چیزیں نفرت کی ہیں۔ ایک پالیسی فارسی کی یعنی خوشامد، اور ایک پالیسی انگریزی کی یعنی مکاری اور چالاکی، میں تو ہمیشہ ان سے نفرت رکھتا ہوں۔(۱۰۳)

ہدیے کی پابندی سے گرانی ہوتی ہے فرمایا: یہاں آنے والوں، اور رہنے والوں اور جو مجھ سے تعلق رکھنے والے ہیں ان سب سے میں یہ چاہتا ہوں کہ میری آزادی میں خلل نہ ڈالیں۔ اور حدودِ شریعت سے تجاوز نہ کریں۔ عمل کا التزام رکھیں۔ ہدیے کی پابندی نہ کریں اس سے مجھ پر گرانی ہوتی ہے۔ پھر خدا کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ محرومی نہ ہوگی۔(۱۰۴)

مدرس کے احترام کی ایک صورت فرمایا: آج کل عدل اور حفظ حدود کی بے حد کمی ہے۔ مجھ کو بحمد للہ اس کا بڑا خیال رہتا ہے۔ مثال کے طریق پر ایک بات عرض کرتا ہوں گو بظاہر ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے کہ جب کوئی طالب علم داخل ہونے آتا ہے تو میں ان کے احترام اور اعزاز کو ملحوظ رکھتا ہوں۔

(۱۰۲) الافاضات ج ۴ ص ۱۱
(۱۰۳) الافاضات ج ۴ ص ۱۲
(۱۰۴) الافاضات ج ۴ ص ۱۳

اور کبھی کبھی جو بلا لیتا ہوں وہ اس لیے کہ کہیں ان میں عجب نہ پیدا ہو جائے اور یہ نہ سمجھنے لگیں کہ ہم میں بھی مخدومیت کی شان ہے یہ باب تربیت بھی نہایت ہی دقیق ہے۔ ہر بات کی دقیق دقیق رعایت کرنی پڑتی ہے۔(١٠٥)

حضرت تھانویؒ کا پسندیدہ لباس

فرمایا: آج کل طرح طرح کے لباس ایجاد ہو رہے ہیں۔ اپنا مذاق تو یہ ہے کہ نہ تو رندوں یعنی بے قیدوں کا لباس پہننے کو جی چاہتا ہے۔ اور نہ زندوں کا (یعنی جو اپنے کو شاندار سمجھتے ہیں۔ یعنی مدعیان علم و مشیخت کا) اللہ کے خاص بندوں اہل فنا (یعنی مساکین گم نام لوگوں) کا لباس پسند ہے۔(١٠٦)

کھانا کھلانے کے وقت پانی لے کر کھڑا رہنا

فرمایا: یہ جو رسم ہے کہ مجمع میں کھانا کھلانے کے وقت پانی پلانے کو سر پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس سے بڑی ہی گرانی ہوتی ہے اور صاحب اپنا اپنا مذاق ہے۔ ایک درویش یہاں پر آئے تھے۔ میں نے خود دیکھا کہ ان کے نوکر ستونوں سے لگے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ جیسے بت ہیں۔ اور ان درویش صاحب کو احساس بھی نہ تھا کہ میری وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف ہو رہی ہے۔(١٠٧)

---

(١٠٥) الافاضات ج ٤ ص ٣٢

(١٠٦) الافاضات ج ٤ ص ٨٦

(١٠٧) الافاضات ج ٤ ص ٨٦

خدمت کی شرائط میں بے تکلفی بھی ہے فرمایا: جب تک بے تکلفی نہ ہو کسی کی خدمت نہیں کرنی چاہیے۔ ایسی خدمت سے مخدوم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ کیوں کہ خدمت کی شرائط میں سے ایک بے تکلفی بھی ہے۔ لوگ خدمت میں کوئی شرائط ہی نہیں سمجھتے۔ حالاں کہ نماز روزہ جو قربات مقصودہ سے ہیں ان تک میں بھی شرائط ہیں۔ مگر لوگ اس میں بھی کچھ شرائط نہیں سمجھتے۔ اگر شرائط خود معلوم نہ ہوں تو آدمی کم از کم تحقیق تو کرلے کہ کیا شرائط ہیں۔ اول تو فطرت سلیمہ کا تقاضا یہ ہی ہے کہ خود ایسی شرائط جو کہ موٹی باتیں ہیں سمجھ میں آجائیں۔ لیکن اگر کسی کی ایسی فطرت نہ ہو تو یہ تو موٹی بات ہے کہ کسی سے معلوم ہی کرلے۔ لیکن یہ باتیں ہوتی ہیں فکر سے اور فکر ہے نہیں (بس یہ ہے کہ) جو جی میں آیا کرلیا۔ (١٠٨)

بہت سے انتظامی کام حکومت ہی کر سکتی ہے فرمایا: بہت سے انتظامی کام حکومت ہی کر سکتی ہے۔ ایسے کام اسی کے کرنے کے ہیں۔

مثلاً باجے گاجے اگر حکومت چاہے بند کرا سکتی ہے۔ رہا کتوں کے متعلق تو پالنے کی ممانعت ہو سکتی ہے۔ اور اگر ضرورت کے موقعہ کا استثنا بھی ہو تو قیود کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ مثلاً یہ کہ

(١٠٨) الافاضات ج ۴ ص ١٠٩

باندھ کر رکھو اس لیے کہ اندھیرے میں ستاتے ہیں۔ کسی کا دامن پکڑ لیا۔ کسی کا پیر پکڑ لیا۔

ایک ضروری انتظام یہ کرنے کے قابل ہے کہ جانوروں کے بڑے بڑے گھنٹے بندھوا دینے چاہئیں۔ ایک مرتبہ میں بعد نماز مغرب کچھ دیر سے مکان کی طرف جا رہا تھا۔ ایک سانڈ سامنے سے آگیا۔ اندھیرا تھا۔ اور میں نظر نیچی کیے ہوے جا رہا تھا۔ بالکل تصادم (ٹکراؤ) ہونے کو تھا۔ مگر خدا کی قدرت کہ وہ خود ایک طرف کو بچ گیا۔ تو ایسے یہ سب انتظام حکومت ہی کرسکتی ہے۔(۱۰۹)

سائل کے ساتھ معاملہ کا ایک واقعہ دو سائلوں نے آکر حضرت والا سے سوال کیا۔ فرمایا: اگر دو چار پیسے لے کر تم خوش ہو جاؤ تو پیش کر دوں۔ اس پر وہ خاموش رہے۔ فرمایا: جیسے میں نے صاف کہہ دیا تم بھی کہہ دو کہ ہمیں منظور ہے یا نہیں؟ عرض کیا کہ جو مرضی ہو۔ فرمایا کہ یہ جملہ تمہارا مہمل ہے۔ صاف نہیں ہے۔ اس پر اس سائل نے کہا کہ منظور ہے۔ فرمایا: اب بات صاف ہوئی۔ اور چار آنے دے کر کہا کہ کبھی کسی کو دِق مت کیا کرو۔ بات صاف کہا کرو۔

وہ سائل لے کر نہایت مسرت کے لہجے میں دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ حضرت والا نے اہل مجلس کی طرف مخاطب ہو کر اس پر

(۱۰۹) الافاضات ج ۴ ص ۱۱۹

فرمایا: اگر میں پہلے ہی دو چار آنے کہتا تو ان چار آنوں کو لے کر یہ مسرت نہ ہوتی جو اب ہوئی۔ میں ان کی نبضیں پہچانتا ہوں۔ اب خوش خوش چلے گئے۔ (۱۱۰)

تنخواہ دار ملازموں کے ساتھ سلوک فرمایا: میں کیا عرض کروں؟ دوسروں سے تو میں کیا خدمت لے سکتا ہوں۔ اور کسی کو کیا ستا سکتا ہوں؟ میں نے تو اپنے تنخواہ دار ملازموں تک سے کہہ رکھا ہے کہ جو کام نہ کر سکو صاف کہہ دو کہ ہم نہیں کر سکتے۔ مجھ کو اس پر کوئی ناگواری نہ ہوگی۔ چناں چہ بعضے کاموں سے وہ بے تکلف انکار کر دیتے ہیں جس سے مجھ کو بحمد اللہ کوئی ناگواری نہیں ہوتی۔ تو جس شخص کا اپنے تنخواہ دار ملازموں کے ساتھ یہ برتاؤ ہو وہ دوسروں سے تو کیا کام اور خدمت لے سکتا ہے۔ اسی لیے میں قریب قریب اپنے سب کام اپنے ہاتھ سے کرتا ہوں۔ مجھ کو اس کا بے حد خیال رہتا ہے کہ کسی کو میری وجہ سے تکلیف نہ ہو۔ (۱۱۱)

مہتمم مدرسہ کے اختیارات کو محدود کرنا فرمایا: فلاں مدرسے کے مہتمم کے اختیارات کو محدود کرنا بڑی ہی زبردست مضرتوں کا پیش خیمہ ہے۔ جس کا نتیجہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔

میں نے ایک صاحب سے مدرسے کے انتظام کے متعلق کہا

(۱۱۰) الافاضات ج ۳ ص ۱۲۰

(۱۱۱) الافاضات ج ۳ ص ۱۶۲

تھا کہ اگر مجھ کو کامل اختیارات ہوتے تو میں اول یہ کرتا کہ مہتمم صاحب کے ذریعے سے واقعات معلوم کرتا۔ اور بعد تحقیق جو انتظام خود اپنی سمجھ میں آتا وہ کرتا۔ اور اگر تردد رہتا تو سارے ہندستان میں اشتہار دے کر علماو عقلا سے مشورا لیتا۔ اس صورت میں تمام لوگوں کو مدرسے سے عشق ہو جاتا۔ اور یہ سمجھتے کہ یہ جمہوریت صحابہ جیسی ہے کہ رائے سب کی اور حکومت ایک کی۔

حضرت! تدابیر تو سب ذہن میں ہیں مگر کوئی کرنے بھی دے۔ اور اب تو کچھ ایسا انقلاب ہوا ہے کہ پرانے لوگوں میں بھی جدید باتوں کا زہریلا اثر پیدا ہو گیا ہے۔ نیچریت کا غلبہ ہے۔ اس لیے کوئی مفید تحریک نہیں چلتی۔ (۱۱۲)

از خود مشورہ نہ دینا چاہیے فرمایا: خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ بعض لوگ مشورا لیتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

فرمایا: مشورا دے دینا چاہیے ایک مسلمان کی اعانت ہے۔ ہاں از خود مشورا نہ دینا چاہیے۔ بعض خیر خواہ ہمدردی کی وجہ سے از خود مشورا دے دیتے ہیں۔ جس کا انجام اکثر بہت برا ہوتا ہے۔ البتہ اگر کوئی خود پوچھے مسلمان ہے اعانت کرنا چاہیے۔ اور مشورہ دے دینا چاہیے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اگر تمہاری سمجھ میں بھی یہ مشورا آجائے تو اس پر عمل کرنا۔ ہماری رائے سمجھ کر مت

(۱۱۲) الافاضات ج ۴ ص ۱۸۳

کرنا۔ ورنہ اس کا ہم پر کلفت کا اثر ہو گا۔ (۱۱۳)

آگ سے سینکنا بھی خطرے سے خالی نہیں

فرمایا: میں نے تو آج تک آگ سے سینکا تک نہیں۔ اگر سردی زیادہ معلوم ہوئی کپڑے زیادہ پہن لیے۔ یہ سینکنا بھی خطرے سے خالی نہیں۔ اور یہ عورتیں تو ایسا غضب کرتی ہیں کہ انگیٹھی میں آگ بھر کر چارپائی کے نیچے رکھ لیتی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بان لٹکا ہوا ہے اس کے ذریعے سے آگ چارپائی تک پہنچ گئی۔ یا زیادہ تپ جانے سے خود آگ لگ گئی۔ بڑے ہی خطرے لی بات ہے۔ آدمی کو اپنی طرف سے تو احتیاط کرنا چاہیے۔ باوجود احتیاط کے اگر پھر بھی کوئی حادثہ پیش آجائے تو مجبوری ہے۔ ارمان تو نہ ہو گا۔ اور اپنی بداحتیاطی کی وجہ سے جو حادثہ پیش آتا ہے اس میں ارمان ہوتا ہے اگر ایسا کرتے تو محفوظ رہ سکتے تھے۔ (۱۱۴)

آدمی کو اپنی خیر منانی چاہیے

فرمایا: فضولیات میں وہ لوگ مبتلا ہیں جن کو عاقبت کی فکر نہیں۔ اور جن کو فکر ہے وہ تو شب وروز اسی ادھیڑبن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور واقعی آدمی کو اپنی فکر کرنا چاہیے۔ اپنی خیر منانا چاہیے۔ دوسروں کے متعلق نہ اس کو مشورے کی ضرورت، نہ فتوا حاصل کرنے کی ضرورت۔

---

(۱۱۳) الافاضات ج ۴ ص ۲۲۵
(۱۱۴) الافاضات ج ۴ ص ۲۵۲

اس کو ایک مثال سے سمجھیے ایک شخص پر پھانسی کا مقدمہ ہے۔ اور ایک پر مار پیٹ کا۔ اگر مار پیٹ والا پھانسی والے کے پاس جائے کہ مجھ کو بچاؤ اور وہ اس کے ساتھ ہو کر اس کے بچانے کی فکر میں لگ جائے تو لوگ اس کو کیا کہیں گے؟ یہی تو کہیں گے.

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو (١١٥)

تبحر فی العلوم کی ایک آسان تدبیر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نے آج کل کے غالب حالات پر نظر کر کے تبحر فی العلوم (تمام علوم میں مہارت) کو فرض عین فرمایا تھا۔ جس سے مجھ کو تو ضروری تبحر کا بے حد شوق ہو گیا ہے۔ کیا سہولت کے ساتھ کوئی صورت پیدا ہو سکتی ہے کہ وقت بھی زائد صرف نہ ہو اور قابلیت بھی بقدر ضرورت پیدا ہو جائے؟

فرمایا: یہ کون سا مشکل ہے؟ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شفیق استاد توجہ کرے تو اول ایک کتاب ادب کی پڑھا دے خواہ "مفید الطالبین" ہی ہو مگر اس طرح کہ اس میں صرف و نحو کے قواعد بھی ساتھ ساتھ جاری کراتا جائے۔ اور ایسے قواعد کچھ زیادہ نہیں ہیں پندرہ بیس ہوں گے۔ جن سے صرف اتنا معلوم ہو جائے کہ اس پر زبر کیوں آیا؟ زیر کیوں ہے؟ اس کے بعد قرآن شریف کا ترجمہ اسی طرح ہو کہ اس میں بھی قواعد جاری کرائے جائیں۔

---

(١١٥) الافاضات ج ٤ ص ٢٦٨

اور ایک کتاب حدیث کی پڑھادی جائے مثلاً "مشارق الانوار" کہ بہت بڑی بھی نہیں۔ اور ایک کتاب فقہ کی جیسے قدوری۔ اس کے بعد یا ساتھ ساتھ دو تین کتابیں صرف و نحو کی بھی پڑھادی جائیں۔ اس سے مناسبت پیدا ہو کر ضروری کتابوں کا مطالعہ بہت سہل اور آسان ہو جائے گا۔ (۱۱۶)

منی آرڈر کے کوپن پر مد لکھنا ضروری ہے فرمایا: کل ایک صاحب نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ میں ایک منی آرڈر بھیجوں گا۔ اور اس خط میں منی آرڈر کی رقم کے متعلق تفصیل بھی درج تھی کہ کس کس مد میں کتنا کتنا روپیہ صرف کیا جائے؟ میں نے لکھ دیا ہے کہ میں آپ کے اس خط کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اگر اس منی آرڈر کے کوپن میں یہ تفصیل درج ملی تو میں اس منی آرڈر کو وصول کرلوں گا۔ ورنہ واپس کردوں گا۔

پھر فرمایا: میں پہلے منی آرڈر کے انتظار میں ایسے خطوط کو محفوظ کرلیتا تھا۔ مگر بارہا ایسا ہوا کہ خط مدت دراز تک رکھا رہا۔ اور منی آرڈر ندارد۔ کہیں کچھ، کریں چھ، لکھ تو دیتے ہیں کہ منی آرڈر بھیجوں گا جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ قریب ہی آجائے گا۔ لیکن پھر بھیجا ہے نہیں۔ مجھے تو امانت رکھنے کی زحمت فضول ہی اٹھانی پڑی۔ ان تجربوں کی بنا پر میں نے یہ معمول مقرر کرلیا ہے۔ (۱۱۷)

(۱۱۶) الافاضات ج ۴ ص ۲۸۶ (۱۱۷) الافاضات ج ۵ ص ۲۵

بات بتاکر پوچھ لینا چاہیے | فرمایا: میرا قاعدہ ہے اور دوسروں کو بھی مشورا دیتا ہوں کہ بات کہہ کر مخاطب سے اعادا کرالینا چاہیے۔ تاکہ غلط فہمی کا شبہ نہ رہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ ہر کام اور ہر بات میں سلیقے کی ضرورت ہے۔ سلیقے سے طبیعت پر اچھا اثر ہوتا ہے۔(۱۱۸)

نئے الفاظ استعمال کرنے پر اصلاح | فرمایا: ایک رئیس کی بی بی کا خط آیا ہے اس میں اپنے پتے کے ساتھ لیڈی فلاں لکھا تھا۔ میں نے لکھا کہ اگر تم بجائے لیڈی کے لفظ اہل خانہ لکھتیں یہ اچھا تھا۔ پھر ایک مہینے کے بعد خط آیا تھا اس پر اہل خانہ فلاں لکھا تھا۔ تو یہ بڑے شریف خاندان کی عورتوں کی حالت ہے ان میں بھی جدید اثر آگیا۔ ایسا ہی آج ایک خط آیا ہے اس میں اپنے نام کے ساتھ مسٹر لکھا ہے۔ کیا آفت ہے۔ شریفوں میں بھی بلا گھس گئی ہے۔ نئے الفاظ کو آج کل پسند کیا جاتا ہے۔ کیا اردو میں دلالت کے الفاظ نہیں رہے، فنا ہو گئے۔(۱۱۹)

سوال کا جواب دینے میں حضرتؒ کا معمول | فرمایا: جب کوئی مجھ سے علمی سوال کرتا ہے تو میرا معمول ہے کہ میں جواب سے پہلے دو امر کی تحقیق کر لیتا ہوں پھر بعد میں جواب دیتا ہوں۔

---

(۱۱۸) الافاضات ج۵ ص۲۷

(۱۱۹) الافاضات ج۵ ص۳۰

ایک تو یہ کہ سائل کو کس قدر علم ہے۔ دوسرے یہ اطمینان ہو جائے کہ واقعی خلوص سے پوچھ رہا ہے۔

اور اگر کوئی طالب علم سوال کرتا ہے تو اس کو یہ لکھتا ہوں کہ اپنے استادوں سے کیوں نہیں پوچھتے؟ بعض ایسے ذہین ہوتے ہیں لکھتے ہیں کہ اساتذہ سے پوچھا تھا مگر شفا نہیں ہوئی۔ میں لکھتا ہوں کہ ان کی تقریر لکھو کہ انہوں نے کیا بیان کیا؟ اور جو تم اس کا مطلب سمجھے ہو وہ لکھو پھر جو شبہ ہو وہ لکھو تا کہ میں واقعہ اور فہم کا اندازہ کر سکوں۔ مگر پھر کوئی کچھ نہیں لکھتا۔ (۱۲۰)

لوگوں میں کھڑے ہو کر پاجامہ ٹٹولنا فرمایا: گاؤں کا ایک شخص آیا اور مجلس کے منتہا پر کھڑے ہو کر پاجامے کے نیفے سے ایک بٹوا نکال کر اس میں سے ایک پرچا نکالا۔ اس کے بعد حضرت والا کے قریب آ کر بیٹھا۔

فرمایا: اتنی دیر تک وہاں کیوں کھڑے رہے؟ عرض کیا: بٹوا نکال کر پرچا نکال رہا تھا۔ فرمایا کہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر پاجامے کو ٹٹولنا، اور بٹوا نکالنا بے شرمی کی بات ہے۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ یہاں آنے سے پہلے باہر بٹوا نکال لیتے۔ تب یہاں آتے۔ آدمی کو تمیز سیکھنا چاہیے۔ جانوروں میں رہ کر جانور نہیں بننا چاہیے۔ (۱۲۱)

---

(۱۲۰) الافاضات ج۵ ص۵۰ (۱۲۱) الافاضات ج۵ ص۸۳

شکایات کے متعلق حضرت کا معمول فرمایا: میرا معمول ہے کہ جب کوئی کسی کی شکایت لکھتا ہے تو اس تحریر کو (جس کی شکایت کی ہے) اس کے پاس بھیج دیتا ہوں اگر وہ تکذیب کرے تو شاکی (شکایت کرنے والے) کے قول کو حجت قرار نہیں دیتا۔ اور معاملہ ختم کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ تصدیق کرے تو پھر اس سے جواب طلب کرتا ہوں۔ اور شریعت کا یہی حکم ہے۔ اور اگر کوئی شکایت کے ساتھ یہ بھی لکھے کہ اس کو یہ لکھ دو تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا تمہاری تحریر اس کے پاس بھیج دوں؟ اس طریق میں بڑی سہولت ہے۔ (۱۲۲)

طالب علم کے تعویذ لینے کا اصول فرمایا: ایک لڑکا مجلس میں آکر بیٹھا۔ ایک صاحب نے حضرت والا کو اطلاع دی کہ یہ پڑھنے سے جان بچا کر یہاں آبیٹھا ہے۔ اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں تعویز لینے آیا ہوں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ۔ اور اس کے استاد سے کہو کہ کسی لڑکے کو بلا اجازت کے نہ آنے دیں، جس کو اجازت دینا ہو ایک پرچے پر صرف اپنا نام لکھ دیں۔ اور اس سے کہیں کہ یہ پرچہ لے کر آیا کرے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو اس کی بات کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ (۱۲۳)

---

(۱۲۲) الافاضات ج۵ ص۱۰۳

(۱۲۳) الافاضات ج۵ ص۱۰۹

دینی کام کے سمجھنے کا ایک عجیب اصول فرمایا: یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو کام خالص مذہبی ہوگا اس کی طرف اولاً اہل دنیا کو رغبت نہ ہوگی پس جس کام کی طرف اولاً اہل دنیا متوجہ ہوں وہ خالص مذہبی نہیں۔ اور جس کی طرف اولاً اہل تقوی اہل دین متوجہ ہوں وہ خالص مذہبی اور خالص دین ہوگا۔ (۱۲۴)

مصافحہ کے بے ڈھنگے طریقے پر مؤاخذہ ایک صاحب نے حضرت والا سے ایسے طرز سے مصافحہ کیا کہ ہاتھ میں ہاتھ نہیں آیا صرف انگلیوں سے مس ہو گیا۔ اس پر فرمایا کہ یہ کون سا طریق ہے مصافحہ کا؟ جیسے کوئی پالا چھوتا ہو۔ کیا ہو گیا تم لوگوں کو جو بات دیکھو نئی ہے اور نرالی ہے۔ کہاں تک ان کی اصلاح کی جائے افراط و تفریط کا مرض ایسا عام ہو گیا ہے کہ ہر شخص کو اس میں ابتلا ہو گیا۔ عوام تو عوام خواص تک کو ان چیزوں میں ابتلا ہو رہا ہے۔ اور اعتدال تو بالکل ہی گم ہو گیا ہے۔ اگر ادب کریں گے تو عبادت کے درجہ تک پہنچ جائیں گے اور اگر بے تکلفی اختیار کریں گے تو بے ہودگی پر اتر آئیں گے۔ آدمیت کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ (۱۲۵)

ملامت کے سبب کام نہیں چھوڑنا چاہیے فرمایا: ملامت کی وجہ سے کسی نیک کام کو چھوڑ دینا اس کی دلیل ہے کہ اس کے کام

---

(۱۲۴) الافاضات ج۵ ص۱۸۰

(۱۲۵) الافاضات ج۵ ص۲۳۶

خلق کی رضا کے واسطے ہوتے ہیں۔ باقی اہل حق ہمیشہ بدون کسی کی ملامت اور خوف کے اظہار حق کرتے ہیں۔ ان ہی کی شان میں حق تعالی فرماتے ہیں: لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (۱۲۶)

انگریزی خواں کے دینیات پڑھنے کی تدبیر ایک لڑکا اپنے گھر سے یہاں بھاگ کر آیا تھا۔ اس کے ورثا اس کو لینے کے لیے آئے۔ اس پر حضرت والا نے اس لڑکے سے فرمایا کہ میاں بھاگ کر آئے اور یہاں ظاہر بھی نہیں کیا کہ بھاگنے کی کیا وجہ ہوئی؟

عرض کیا گیا کہ اس کے والدین اس کو انگریزی پڑھانا چاہتے ہیں۔ اور اس کو دینیات پڑھنے کا شوق ہے۔ فرمایا میاں آئندہ بھاگنے کی حاجت نہیں بے بھاگے ہی کام ہو جائے گا۔ ترکیب میں بتلادوں گا۔ وہ یہ کہ سبق یاد مت کرو۔ اور اگر اس خیال سے یاد کرو کہ استاد مارے گا تو یہ تدبیر کرو کہ امتحان کے وقت غلط سلط ہانکنا شروع کردو۔ جب فیل ہوتے رہو گے تو سمجھیں گے کہ نالائق ہے اس کو عربی پڑھاؤ۔ آج کل عربی کے لیے نالائقوں کو تجویز کیا جاتا ہے۔ بس یہ تدبیر سہل ہے۔ بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱۲۷)

صفائی معاملات کی ایک عمدہ صورت فرمایا: معاملے کی

---

(۱۲۶) الافاضات ج ۵ ص ۲۴۹

(۱۲۷) الافاضات ج ۵ ص ۲۷۱

صفائی نہایت ہی برکت اور راحت کی چیز ہے۔ میں تو نصف سلوک معاملے کی صفائی میں سمجھتا ہوں۔ بھائی اکبر علی مرحوم جب مولوی شبیر علی کے یہاں پڑھتے تھے ان کے اخراجات کے لیے رقم بھیجتے تھے۔ میں پیسے پیسے کا حساب لکھ کر بھیجتا تھا تو ایک مرتبہ بھائی مرحوم کو ناگواری ہوئی اور لکھا کہ اس میں اجنبیت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا کیوں کرتے ہو؟

میں نے لکھا کہ بھائی تم سمجھے نہیں۔ مثلاً تم نے ایک مرتبہ چار مہینے کا خرچ اندازا کر کے پچاس روپے بھیجے اور وہ یہاں پر دو مہینے میں صرف ہو گئے۔ اس لیے کہ کتاب ہے کپڑا ہے۔ دوا دارو ہے۔ پھر ہم نے یہاں سے اطلاع کی تو تم کو وسوسے کے درجے میں شبہ ہو سکتا ہے کہ چار ماہ کا خرچ بھیجا تھا کیا ہوا دو ہی مہینے میں صرف ہو گیا؟ تو ایسی صورت کیوں اختیار کی جائے جو شبہ یا وسوسہ پیدا کرے۔ گو تم اس وسوسے پر عمل نہ کرو مگر وسوسہ اور شبہ تو ہو سکتا ہے۔

اس پر سمجھ گئے اور لکھا کہ تم صحیح سمجھے میں ہی غلطی پر تھا۔ فہم بھی بڑی چیز ہے۔ ایک ہی مرتبہ میں سمجھ گئے۔ (۱۲۸)

اتحاد اہل حق کے ساتھ مطلوب ہے فرمایا: حدیث میں جو آیا ہے "اِیَّاکُمْ وَفَسَادَ ذَاتِ الْبَیْنِ" کہ آپس میں جھگڑا مت

---

(۱۲۸) الافاضات ج ۵ ص ۱۲۸

کرو۔ اس میں آپس کی نااتفاقی و فساد کی خرابی و ضرر پر مطلع فرمایا ہے۔ مگر اس میں بھی بڑی غلطی ہو رہی ہے کہ اہل حق سے کہتے ہیں کہ اہل باطل سے اتحاد رکھو۔ فساد کا لفظ خود بتلا رہا ہے کہ اہل باطل کو حکم ہے کہ اہل حق سے فساد مت کرو اس لیے کہ فساد تو باطل میں ہے نہ کہ حق میں۔ ان استدلال والوں کو حدود کی بھی خبر نہیں ہے۔ بس یہ دیکھ لیا کہ قرآن میں حکم ہے وَلَا تَتَفَرَّقُوْا کہ افتراق نہ کرو مگر اس سے پہلے کا جملہ نہیں پڑھا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً یعنی حَبْلُ اللّٰهِ پر متفق رہو اس سے تفرقہ نہ کرو۔ تو مفسدا ہے جو حبل اللہ سے الگ ہو۔ یہ استدلال ایسا ہی ہے جیسے لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ سے اور آگے نہ دیکھا کہ وَاَنْتُمْ سُكَارٰی بھی ہے۔ ایک جگہ سباق پر نظر نہ کی اور ایک جگہ سیاق پر نظر نہ کی۔ (۱۲۹)

لفافے میں خط رکھنے کا طریقہ

فرمایا: میں تو یہاں تک خیال رکھتا ہوں کہ لفافے میں جو خط رکھتا ہوں اس میں بھی اس کا خیال رہتا ہے کہ کیوں کہیں نشیب اور کہیں فراز رہے (یعنی اونچا نیچا نہ رہے) مناسبت کے ساتھ کاغذ موڑ کر رکھتا ہوں۔ یوں جی چاہتا ہے کہ کسی کو ذرا بھی الجھن نہ ہو۔ (۱۳۰)

---

(۱۲۹) الافاضات ج۵ ص ۳۴۶

(۱۳۰) الافاضات ج۵ ص ۲۱۸

آج کل کی بیدار مغزی کی حالت | فرمایا: آدمی چاہے اس قدر
مکروفریب نہ ہو۔ اس پر ادا مجھ کو پسند ہے جس میں بھی یہ ادا ہو۔
اور متعارف اینچ پینچ اور مکروفریب سے مجھ کو طبعی نفرت ہے۔ مگر
آج کل یہ محاسن میں داخل ہوگئے ہیں۔ کہا جاتا ہے یہ بہت
ہوشیار ہیں۔ بیدار مغز ہیں۔ مگر مکاری اور چالاکی کو بیدار مغزی
سے کیا تعلق؟ (۱۳۱)

غلطی کی تاویل کرنا محبت نہ ہونے کی نشانی ہے | فرمایا:
اگر مرید کو شیخ سے محبت ہو تو اس کے سامنے کبھی تاویلیں یا اینچ پینچ
نہیں کر سکتا محبت وہ چیز ہے کہ ایسی سب باتوں کو فنا کر دیتی ہے۔
تاویلیں کرنا بالکل مرادف ہے عدم محبت کا مگر لوگ ایسی باتوں کو
معلوم بھی نہیں کرنا چاہتے سن کر خفا ہوتے ہیں۔ (۱۳۲)

مجھے ڈھونگ کرنا نہیں آتا | فرمایا: اللہ کا فضل ہے کہ مجھ کو
کبھی ڈھونگ کرنا آیا ہی نہیں۔ اور اگر آتا اور کرتا بھی تو ظاہر ہے
کہ آج ظاہر پرستوں کی نظر میں میری بڑی امتیازی شان ہوتی۔ مگر
اب کچھ نہیں۔ اس لیے مختلف فیہ مسئلہ رہا ہوں۔ مگر اپنے بزرگوں
کا یہی طرز دیکھا ہے اور یہی پسند ہے۔ (۱۳۳)

---

(۱۳۱) الافاضات ج ۵ ص ۲۲۶

(۱۳۲) الافاضات ج ۵ ص ۲۲۸

(۱۳۳) الافاضات ج ۵ ص ۲۴۲

علما کو مالیات میں پڑنا مناسب نہیں

فرمایا: نہ میں کسی کی امانت رکھتا ہوں۔ اور نہ کسی کے فیصلے میں پڑتا ہوں۔ دونوں سے مجتنب (دور) رہتا ہوں۔ اپنا معمول قولاً و عملاً ظاہر کر دینے کے لیے ایسی ہی صفائی کی ضرورت ہے۔ اور یہی اکثر لوگوں میں نہیں ہے۔ اسی کو میں روتا ہوں۔ (۱۳۴)

روپے کی قدردانی اور حسنِ اعتدال

فرمایا: روپیہ میں چوں کہ تصویر ہوتی ہے اس لیے وہ کوئی احترام کی چیز نہیں مگر چوں کہ اس میں دوسری حیثیت بھی ہوتی ہے اور وہ حیثیت اس کا خدا کی نعمت ہونا ہے اس لیے جس ہاتھ میں روپیہ ہوتا ہے میں اس ہاتھ میں جوتا نہیں لیتا۔ کیوں کہ خدا کی نعمت کی قدر کرنا چاہیے۔

اس کے قابلِ قدر کی ایک فرع یہ بھی ہے کہ اس زمانے میں خصوصیت کے ساتھ اس کی ضرورت ہے کہ کچھ نقد اپنے پاس جمع رکھے تاکہ حاجت کے وقت تنگی اور تشویش نہ ہو۔ اور اس تنگی سے دین میں خلل نہ ہو، تو روپے کو حفاظتِ دین کا ذریعہ بنانا اس کی اعلا درجے کی قدردانی ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کی اتنی قدر کرو کہ دین کی بے قدری ہونے لگے۔ اگر دونوں کو جمع نہ کر سکو تو پھر اس کو دین پر نثار کر دو۔ (۱۳۵)

---

(۱۳۴) الافاضات ج۵ ص ۴۵۲

(۱۳۵) الافاضات ج۵ ص ۴۵۳

استاد کے لیے دو کام کی باتیں فرمایا: آج کل بچوں کی تعلیم کے باب میں بڑی گڑبڑ ہو رہی ہے۔ نااہل استاد تعلیم کے لیے مقرر ہوتے ہیں نہ تو تعلیم ہی بچوں کی ہوتی ہے نہ تربیت۔ ایک بڑی کوتاہی یہ ہے کہ بچے کو مانوس بنا کر تعلیم نہیں دیتے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ گستاخی کے درجے تک مانوس بنوانا مقصود ہے۔ مگر یہ بھی نہیں کہ متوحش بنایا جائے توحش کی حالت میں بچا پڑھ نہیں سکتا۔ اسی لیے ضرورت ہے کہ بچے کو مانوس بنایا جائے۔ مانوس ہونے کی حالت میں نہایت سہولت سے پڑھ سکتا ہے۔ مگر یہ معلم لوگ اکثر سنگ دل اور کم عقل ہوتے ہیں۔ تعلیم کے لیے عقل اور ترحم کی ضرورت ہے۔ نیز معلم کے لیے تقوے کی ضرورت ہے۔ اس میں تقوے کو بھی بڑا دخل ہے۔ اس سے تعلیم میں برکت ہوتی ہے۔ (۱۳۶)

مکتب سے لڑکوں کی وحشت کا سبب فرمایا: لڑکوں کو جس قدر مکتب اور مدرسہ جانے سے وحشت ہوتی ہے اس قدر وحشت وخوف موت سے بھی نہیں ہوتی، اس لیے سخت ضرورت ہے کہ ان کو مانوس بنا کر تعلیم دی جائے تاکہ یہ وحشت دور ہو۔ مگر آج کل کے استاد بجائے مانوس بنانے کے بچوں کو اس قدر مارتے ہیں کہ اور وحشت بڑھ جاتی ہے۔ سو یہ طرز ہی بہت برا ہے۔

مامون رشید کا واقعہ ہے ان میں کسی کا لڑکا مکتب میں پڑھنے

---

(۱۳۶) الافاضات ج۵ ص

جاتا تھا۔ ایک ان کا غلام تھا وہ بھی پڑھتا تھا۔ اور مدرسے میں ضروری خدمت بھی کرتا تھا۔ اس غلام کا انتقال ہو گیا۔ اس پر بادشاہ کو خیال ہوا کہ لڑکے کو رنج ہوا ہوگا کہا کہ بیٹا تمہارا خادم مر گیا ہے ہم کو بڑا رنج ہے۔ کہا کہ ابا جان اچھا ہوا مکتب سے چھوٹ گیا۔ اس وحشت کی کوئی انتہا ہے۔ (۱۳۷)

بغیر آواز دیے گھر میں نہیں جانا چاہیے فرمایا: اپنے گھر میں چاہے ماں ہی ہو مگر بدون پکارے اور کسی سمجھ دار کے بلائے گھر میں نہیں جانا چاہیے۔ بدون پکارے جانا بڑی بد تمیزی کی بات ہے۔ بعض مرتبہ محلے کی یا برادری کی عورتیں گھر میں آجاتی ہیں۔ بدون پکارے جانے سے بے پردگی ہوتی ہے۔

ایک صحابی نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں صرف میری ماں ہی ہوتی ہے۔ فرمایا: کیا تم ماں کو ننگی بھی دیکھنا پسند کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: تو پکار کر جاؤ ممکن ہے کہ نہا رہی ہو۔ کیسی پر مغز اور پاکیزہ اور نور بھری تعلیم ہے۔ غیر آسمانی مذاہب ایسی تعلیم سے کورے ہیں۔ (۱۳۸)

ادب نہ ہونے کے سبب بے برکتی فرمایا: خیر و برکت کہاں سے ہو؟ دنیا سے ادب ہی اٹھ گیا اس ادب نہ ہونے کی وجہ سے بھی

(۱۳۷) الافاضات ج۵ ص۳۶۱
(۱۳۸) الافاضات ج۵ ص۳۷۹

بہت سی پریشانیاں ہیں۔ اور بے برکتیاں مخلوق کے گلوگیر ہو گئی ہیں۔ اور میری مراد ادب سے ادب متعارف یعنی تعظیم نہیں۔ بل کہ حقیقی ادب مراد ہے۔ وہ یہ کہ ہر شے اپنی حد پر رہے۔ جس کے لوازم میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ ایک سے دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے۔

اور ادب بایں معنی صرف چھوٹوں کے ذمہ بڑوں ہی کا نہیں۔ بل کہ بڑوں کے ذمہ چھوٹوں کا بھی ہے۔ اور وہ ادا کرنا ہے حقوق کا اور ادائے حقوق کے لیے لازم ہے راحت رسانی۔

پس ہر شخص کو اس کے خیال کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس باب میں عوام تو عوام خواص ہی بکثرت کوتاہی کرتے ہیں۔ صرف چند چیزوں کو بزرگی کے لوازم میں سے سمجھ رکھا ہے۔ اور معاشرت کو دین کی فہرست سے خارج کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ فہم سلیم عطا فرمائے۔ (۱۳۹)

داعی کے سفیر کے بغیر سفر نہ کرنا فرمایا: اگر کوئی باہر بلاتا ہے تو میں بدون داعی (دعوت دینے والے) کے سفیر کے سفر نہیں کرتا۔ کیوں کہ اس حالت میں کوئی مجھ سے پوچھے کہ کہاں جاتے ہو؟ تو مجھ کو اس جواب سے بڑی غیرت آتی تھی کہ فلاں جگہ جا رہا ہوں۔ اس جواب سے یہی سمجھیں گے کہ یہ ملا لوگ بھیک مانگتے مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور داعی کے ساتھ ہونے سے مصلحت

---

(۱۳۹) الافاضات ج۵ ص ۲۸۰

یہ ہے کہ جو کوئی یہ سوال کرتا ہے تو میں کہہ دیتا ہوں کہ اس سے پوچھ تو وہ کہتا ہے کہ فلاں جگہ بلایا گیا ہے۔ (۱۴۰)

سلامتی اس میں ہے کہ خالی نہ رہے

فرمایا: سلامتی اس میں ہے کہ شغل سے خالی نہ رہے۔ خواہ دنیا ہی کے کسی جائز کام میں مشغول ہو۔ ہر حال میں شغل بے شغلی سے اچھا ہے۔ تجربہ ہے کہ جب انسان بالکل خالی ہوتا ہے اس پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پھر اشغال میں سب سے بہتر تو عارف کی صحبت ہے۔ ورنہ پھر تو نیند اور غفلت محضہ ہے۔ جس میں قوی مدرکہ (اعضا) محض معطل رہیں۔ غرض بے کاری سے یہ سب چیزیں بہتر اور افضل ہیں۔ (۱۴۱)

رعایت کرنے والے کی رعایت ہوتی ہے

فرمایا: رعایت اس کی ہوتی ہے جو ہماری بھی رعایت کرے۔ مگر اس کی فکر ہی نہیں اور یہ بے فکری ایسی چیز ہے کہ دوسرے کو جو اذیت پہنچتی ہے وہ اس بے فکری کی بدولت پہنچتی ہے۔ اگر فکر ہو، اہتمام ہو، خیال ہو تو کبھی دوسرے کو اذیت نہ ہو۔ لیکن لوگوں کی بے فکری اور بے پروائی کی اصلاح کہاں تک کی جائے؟ عادتیں پڑی ہوئی ہیں۔ چھوٹنا مشکل ہے۔ اس بے حسی کا کیا علاج ہے کہ نہ اپنی تکلیف کا احساس نہ دوسرے کی تکلیف کا احساس۔ (۱۴۲)

---

(۱۴۰) الافاضات ج۶ ص ۱۷
(۱۴۱) الافاضات ج۶ ص ۲۰
(۱۴۲) الافاضات ج۶ ص ۲۲

انتظام میں ہیبت کو خاص دخل ہے فرمایا: یہ اہل تحریکات بڑے خوش ہوتے پھرتے ہیں کہ ہماری تدبیر سے لوگوں کے دلوں سے حکومت کا خوف جاتا رہا۔ مگر یہ بات کچھ خوش ہونے کی نہیں بل کہ خطرے کی ہے۔ کچھ معلوم بھی ہے کہ اس کی جڑ خوف ہی ہے۔ اور امن خود مطلوب چیز ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ حکومت کا رعب تو نہیں رہا میں نے کہا کہ سلیم الطبع لوگوں کے لیے تو یہ بے شک مفید ہے۔ مگر بدمعاشوں کے لیے تو سخت خطرناک ہے۔ ان کے لیے تو رعب ہی کی ضرورت ہے۔ انتظام میں ہیبت کو خاص دخل ہے۔ (۱۴۳)

آپس والوں سے برتاؤ کرنے کا طریق فرمایا: میں جس زمانے میں کانپور تھا۔ میرے ایک عزیز ماموں زاد بھائی تھے۔ جو فتح پور ہسوہ میں پڑھاتے تھے فارسی کے استاد تھے۔ کان پور میں ملنے آیا کرتے تھے۔ ان کی قابلیت کی وجہ سے مدرسے والوں نے چاہا کہ ان کو مدرسے میں رکھ لیا جائے۔ میں نے کہا کہ نہ بھائی میں پسند نہیں کرتا۔ کیوں کہ غیروں کے ساتھ تو اگر رعایت کروں تو کسی کو کچھ شکایت نہیں۔ اور اس کو احسان سمجھا جاتا ہے۔ اگر مؤاخذہ کروں تو ان کو ناگواری نہیں ہوتی۔ مگر آپس والوں کے ساتھ ہر قسم کے معاملات خرابی کا باعث ہوتے ہیں۔ (۱۴۴)

---

(۱۴۳) الافاضات ج۶ ص۵۵ (۱۴۴) الافاضات ج۶ ص۷۸

باریک قلم اور پھیکی روشنائی سے خط لکھنا

فرمایا: ایک خط آیا ہے ایسے باریک قلم سے لکھا ہے کہ پڑھنا مشکل ہے اور اس پر مزید بر آں یہ کہ روشنائی بھی پھیکی ہے۔ یہ بے تمیزیاں ہو گئی ہیں۔ اس کا مطلق خیال نہیں رہا کہ ہماری اس حرکت سے دوسرے کو تکلیف ہو گی۔ (۱۴۵)

سچ انسان کے اندر بڑی دولت ہے

فرمایا: سچ انسان کے اندر بڑی دولت ہے اگر حق تعالیٰ اس دولت سے کسی کو نوازیں۔ سچے آدمی کا ہر شخص اعتبار کرتا ہے۔ صاحب مال کو قرض نہ ملے اگر وہ جھوٹا ہو۔ اور غریب کو قرض مل جاتا ہے اگر وہ سچا ہو۔ یہ اس صفت کا اثر ہے۔ مسلمانوں میں اس کی بڑی کمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کام بند ہیں۔ (۱۴۶)

دوسرے کو راحت پہنچانے کا ایک واقعہ

فرمایا: آج فلاں خاں صاحب کے مرید کی کتاب واپس کر دی۔ تین آنے کے ٹکٹ اپنے پاس سے صرف کرنے پڑے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نے بیرنگ کیوں نہ روانہ کر دی؟

فرمایا: مجھ کو بھی اس کا خیال تو ہوا تھا۔ مگر دو وجہ سے اس پر عمل نہ کر سکا۔ ایک تو یہ کہ اگر نہ وصول کی تو مجھ کو ہی دینا پڑیں گے۔

---

(۱۴۵) الافاضات ج۶ ص۱۱۰

(۱۴۶) الافاضات ج۶ ص۱۱۱

دوسرے یہ کہ وہ تو دل سے اس مؤنت پر راضی نہ تھے۔ اور میں ان پر بار ڈال رہا ہوں۔ تو اس کے جواز میں مجھے شبہ ہوا۔ اس لیے ٹکٹ لگا دینا ہی مناسب سمجھا۔ وہ لوگ ایسا نہیں کر سکتے۔ مگر الحمد للہ ہم کو تو خدا کا خوف ہے۔ (۱۴۷)

کبھی کسی الجھن میں مت پڑو فرمایا: انسان کی خاصیت یہ ہے کہ دوسرے کی تنقیص کی کوشش کرتا ہے۔ اپنی غلطیوں پر غور نہیں کرتا۔ اور نہ ان پر نظر ہوتی ہے۔ اسی لیے اکثر رائے میں غلطی ہوتی ہے۔ اور دوسرے کی رائے کو قبول نہیں کرتے۔ چناں چہ میں نے فلاں مدرسہ والوں کو مشورہ دیا تھا کہ ایک دم سب کے سب مدرسہ چھوڑ دیں۔ اگر اس وقت مدرسے والے اس مشورے پر عمل کر لیتے تو یہ سارے فتنے دب جاتے۔ اور پھر یہی مخالف لوگ مدرسے والوں کی خوشامد کرتے کہ تم ہی سب کچھ ہو۔ مگر اہل مدرسہ کے نہ چھوڑنے سے دوسروں کو بھی ضد ہو گئی۔ اور جب انسان ضد پر اتر آتا ہے پھر حق ناحق کچھ نظر نہیں آتا۔ اور میں اسی واسطے ہمیشہ اپنے دوستوں کو مشورہ دیا کرتا ہوں کہ تم کبھی کسی الجھن میں مت پڑو۔ جہاں الجھن دیکھو ایک دم اس کام کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤ۔ اصل مقصود تو دین کی خدمت ہے یہاں پر نہیں کہیں اور سہی۔ یہ کام نہ سہی اور کوئی کام دین کا سہی۔ (۱۴۸)

---

(۱۴۷) الافاضات ج۶ ص ۱۴۳ (۱۴۸) الافاضات ج۶ ص ۱۴۸

ہر چیز میں حدود کی ضرورت ہے | فرمایا: تجربہ یہ ہے کہ روپیہ بدون بخل کے جمع نہیں ہو سکتا اس لیے تھوڑی سی صفت بخل ہر شخص میں ہونے کی ضرورت ہے۔ مگر یہ بخل لغوی ہو گا شرعی نہ ہو گا۔ جیسے اگر رات کو کوئی سفر کرے تو اتنا خوف ہونا ضروری ہے کہ اپنے مال کی حفاظت کر سکے۔ یہ ظاہر ہے کہ سخاوت محمود چیز ہے مگر معصیت میں صرف کرنا گو لغتاً یہ بھی سخاوت ہی ہے مگر شرعاً مذموم ہے۔ جیسے نماز روزہ دوپہر کو محمود نہیں۔ روزہ عید کے دن محمود نہیں۔ سونے کے وقت جب کہ نیند کا غلبہ ہو اور الفاظ غلط نکلنے لگیں ذکر اللہ کو منع فرمایا گیا ہے تو یہ ذکر بھی اس وقت محمود نہ ہو گا ہاں ایمان ایک ایسی چیز ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر ساعت میں محمود ہے۔ میرا ایک وعظ ہے "حرمات الحدود" اس میں یہ ہی بات ثابت کی گئی ہے کہ خشیت میں، شوق میں، بخل میں، سخاوت میں، عداوت میں، دوستی میں، ہر چیز میں حدود کی ضرورت ہے۔ (۱۵۰)

بزرگوں کو بدنامی سے بچانا چاہیے | فرمایا: میں نے جھگڑے کی باتوں میں کبھی اپنے بزرگوں کا نام نہیں لیا۔ خود اپنی تسلی کے لیے تو پوچھ لیا۔ مگر کام اپنی قوت پر کیا۔ اپنی ہی طرف منسوب کیا۔ ہمیشہ یہ خیال رہا کہ اپنے بزرگوں پر کیوں برائی آئے۔ جو کچھ آئے

---

(۱۵۰) الافاضات ج ص ۱۵۴

اپنے ہی پر آئے۔ مگر آج کل اپنے ہی بزرگوں کو تختۂ مشق بناتے ہیں۔ جو صاف دلیل ہے عدم محبت کی۔ (۱۵۱)

مجھے دو اثروں میں خلط نہیں ہوتا فرمایا: الحمد للہ مجھے ہر چیز اپنی حقیقت پر نظر آتی ہے اور الحمد للہ ہر ایک کا جدا جدا اثر ہوتا ہے۔ دو اثروں میں خلط نہیں ہوتا۔ یعنی یہ نہیں کہ ایک چیز کا اثر دوسری چیز میں ظاہر ہو۔ مثلاً انہوں نے اس وقت مجھ کو اذیت پہنچائی اس کی وجہ سے غصہ بھی ہے۔ لہجے میں تغیر بھی ہے۔ مگر یہ سب اضطرار سے نہیں کہ اختیار سلب ہو گیا ہو۔ چناں چہ اگر اس کے بعد کوئی صاحب بات کریں اور وہ سلیقہ سے ہو اس کا اثر اس پر نہ ہوگا۔ اپنے اپنے موقعہ پر ہر بات ہو گی۔ سختی کی جگہ سختی، نرمی کی جگہ نرمی ہر چیز میں بحمد اللہ اپنے بزرگوں کی برکت سے اعتدال رہتا ہے۔ ایسا نہیں جیسا کہ آج کل کے میاں جی کہ ایک لڑکے کی کسی غلطی پر غصہ آیا اور فیض عام شروع ہو گیا۔ قمچی پکڑی اور ایک طرف سے سب کو جھاڑ دیا۔ (۱۵۲)

میں اپنے معاملہ میں کسی کو واسطہ نہیں بناتا فرمایا: میرا ایک معمول یہ ہے کہ ہر شخص سے معاملہ خود کرتا ہوں۔ کسی کو واسطہ نہیں بناتا۔ اس لیے کہ میں چاہتا ہوں کہ واسطے کے متعلق

---

(۱۵۱) الافاضات ج۶ ص۱۶۱

(۱۵۲) الافاضات ج۶ ص۱۶۳

لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ اس کو بھی کوئی دخل ہے۔ اگر لوگوں کو کسی کا دخل معلوم ہو جائے تو پھر رشوتیں چلنے لگیں۔ میں نے اپنے بزرگوں کے یہاں خادموں کو لوگوں سے فرمائش کرتے ہوئے خود دیکھا ہے میں ایسی باتوں پر مؤاخذہ کرتا ہوں۔ اور اس قسم کے تعلقات کو پسند نہیں کرتا۔ (۱۵۳)

خدام میں کسی کو خصوصیت نہ ہو

فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی عہدہ کسی کا ممتاز نہ ہو۔ بل کہ یہاں پر مستقل رہنے والوں میں بھی ہر شخص اپنے کو یہی سمجھے کہ جیسے اور ہیں ایسا ہی میں بھی ہوں۔ کسی کو کوئی خصوصیت نہیں اگر ایسا نہ ہو تو اب تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں پھر آگے گڑبڑ شروع ہو جائے۔ شیخ کے ساتھ ساتھ ان کی بھی دکان چلنے لگے۔ میں نے بعض جگہ یہ بھی دیکھا ہے کہ لوگ مشائخ کے یہاں خصوصیت حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر جس سے چاہیں شیخ صاحب کو ناراض کر دیں۔ اور جس سے چاہیں راضی کر دیں۔ بڑے ظلم کی بات ہے۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ یہ مقربین (قریب رہنے والے) مکربین (تکلیف دینے والے) بن جاتے ہیں۔ ہمیشہ دوسروں کو تکلیف میں رکھتے ہیں۔ میرے یہاں بحمد اللہ یہ باتیں نہیں خدا کا شکر ہے۔ (۱۵۴)

---

(۱۵۳) الافاضات ج ۶ ص ۱۷۶

(۱۵۴) الافاضات ج ۶ ص ۱۷۷

ایک بات کے ساتھ دوسری نہ ملاؤ فرمایا: تم اول پہلی بات ختم کرو دوسری کو اس میں نہ ملاؤ۔ یہ بڑی بدتہذیبی کی بات ہے کہ ایک بات میں دوسری بات کو گڈمڈ کرنا چاہتے ہو۔ طریقے سے گفتگو ہوا کرتی ہے۔ بدون طریقے کے کبھی کسی بات کا نتیجہ نہیں نکلتا۔ سوائے وقت خراب کرنے اور برباد کرنے کے۔ (۱۵۵)

اتباع کا زیادہ حق مقامی علما کا ہے فرمایا: عوام کے لیے بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں کہ وہ ان علما کا اتباع کریں جن پر ان کو صحیح ذریعہ سے اعتماد ہے۔ باقی یہ جو آج کل لوگوں میں بات پیدا ہو گئی ہے کہ سیاح درویش اور علما کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ یہ بڑی بے اصولی کی بات ہے۔ ان (مقامی علما) سے آپ کے تعلقات بھی ہیں۔ ان کی پوری حالت بھی معلوم ہے۔ اس لیے ان کے حقوق آپ پر زیادہ ہیں۔ گو خدمت سیاحوں کی بھی کر دیا کرو۔ مگر تعلق واتباع کے اعتبار سے زیادہ حق مقامی علما کا ہے۔ (۱۵۶)

پانی تناسب سے لانا چاہیے حضرتِ والا نے اپنے ملازم سے فرمایا کہ دوات میں ڈالنا ہے حوض سے پانی لے آؤ۔ وہ کٹورا بھر لائے۔ اس پر فرمایا: کہ دوات کے تناسب سے پانی لانا چاہیے تھا۔ (۱۵۷)

---

(۱۵۵) الافاضات ج ۶ ص ۱۷۸
(۱۵۶) الافاضات ج ۶ ص ۱۸۴
(۱۵۷) الافاضات ج ۶ ص ۲۰۹

دوسروں کی روش اختیار کرنا فرمایا: مسلمانوں کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ دوسری قوموں کی روش اختیار کریں۔ یا ان کی تدابیر ترقی کو اپنا ذریعۂ ترقی بنائیں۔ یا ان سے کسی قسم کی امداد کے خواہاں ہوں۔ بڑی غیرت کی بات ہے ان کو تو حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اس میں ان کی خیر اور فلاح ہے۔ جو سبق مسلمانوں کو تعلیم دیا گیا ہے اس میں قوت بھی ہے۔ شجاعت بھی ہے۔ سب کچھ ہے اس میں ہم کو یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ سامان سے غلبہ نہیں ہوا کرتا بلکہ غلبہ ہوتا ہے قوتِ قلب سے۔ اور قوت میسر ہوتی ہے خدا کے ساتھ تعلق بڑھانے سے اور خدا کے ساتھ تعلق بڑھتا ہے ان کے احکام کا اتباع کرنے سے۔ ان کی بتائی ہوئی تدابیر پر عمل کرنے سے وہ سبق یہ ہے۔ مگر مسلمانوں کے قلوب میں اس چیز کو کیسے اتاروں؟ میں خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر بالاتفاق سب مسلمان احکام پر عمل پیرا ہو جائیں۔ اور ان کے راضی کرنے کی کوشش میں لگ جائیں تو چند روز میں انشاء اللہ تعالیٰ کایا پلٹ ہو جائے۔ اور اگر بہ نیت اتباع ایسا نہ کریں تو ایک تدبیر ہی کا درجہ سمجھ کر کر کے دیکھیں۔ آخر اور بھی تو تدابیر کر رہے ہو۔ ایک یہ بھی سہی۔ (۱۵۸)

ایک انتظامی مسئلہ اور تدبیر ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت

---

(۱۵۸) الافاضات، ج ۶، ص ۲۱۴

میں نے چماروں کے کنویں سے پانی پی لیا۔ فرمایا: توبہ کرلو۔ اور آئندہ ایسامت کرنا۔ جب وہ شخص چلا گیا فرمایا کہ یہ میں نے اس لیے کہا تاکہ اس کی رکاوٹ رہے آگے نہ بڑھے نفرت پیدا ہو۔ (۱۵۹)

سفر میں ناشتہ نہ رکھنے کا معمول فرمایا: بعض لوگوں کو تو بڑا شوق ہوتا ہے کہ سفر میں ناشتہ لے کر جاتے ہیں۔ بڑا اہتمام ہوتا ہے۔ اور میرا اصلی مذاق یہ ہے کہ جب میں سفر کیا کرتا تھا تو ناشتہ لے کر نہیں چلتا تھا۔ کیوں کہ ہر ضروری چیز اسٹیشن پر ملتی ہے۔ ہاں اوروں کے لیے اہتمام ضرور کیا کرتا تھا کیوں کہ بازار کی چیزیں بعض کو پسند نہیں آتیں۔ (۱۶۰)

میں آنے والے کو جلد ہی فارغ کردیتا ہوں فرمایا: جس وقت کوئی شخص میرے پاس کسی کام کو آتا ہے۔ اور ڈھنگ سے آکر پوری اور صاف بات کہتا ہے میں اس کو فارغ کرنے کی بہت جلد کوشش کرتا ہوں میرا معمول ہے مجھ کو اس سے تنگی ہوتی ہے کہ ایک مسلمان میری وجہ سے رکا ہوا ہے۔ اس لیے سب کام چھوڑ کر اس کا کام پہلے کردیتا ہوں۔ (۱۶۱)

گھر والوں کے لیے راحت کی تدبیر فرمایا: گھر والوں کا

---

(۱۵۹) الافاضات ج۶ ص ۲۴۷

(۱۶۰) الافاضات ج۶ ص ۲۴۴

(۱۶۱) الافاضات ج۶ ص ۲۴۵

معمول تھا کہ جب میں گھر جاتا تب میرے لیے تازی اور گرم روٹی پکاتیں۔ مجھ کو اس سے تنگی ہوتی کہ ان کو میری وجہ سے تکلیف ہے۔ میں نے کہا کہ میں گرم روٹی نہ کھاؤں گا ایک گھنٹے کی رکھی ہوئی ٹھنڈی روٹی کھاؤں گا۔ تب گھر والوں نے وہ عادت چھوڑ دی۔ گو بلا التزام اب بھی ایسا ہو جاتا ہے۔

ایک یہ کہ وقت پر کھانا نہ کھایا، یا اور دوسرے وقت کے لیے رکھ دیا گیا تو کہہ دیتا تھا کہ تم بے فکر ہو جاؤ۔ اور متعین جگہ رکھ کر بتلاؤ میں خود اپنے ہاتھ سے لے کر کھالوں گا۔ غرض ان کو ہر طرح فارغ کر دیا۔ (۱۶۱)

پرچا پھینک کر دینا بے ادبی ہے ایک دیہاتی شخص آیا۔ ہاتھ میں ایک پرچہ لیے ہوئے تھا۔ حضرتِ والا کے قریب بیٹھ کر وہ پرچا حضرت کے اوپر پھینک دیا۔ اس پر حضرتِ والا نے مؤاخذہ فرمایا کہ:

ایسی بدتمیزی کی حرکت کیوں کی؟ عرض کیا: جی ہم گنوار ہیں۔ فرمایا: کہ ایسے گنواروں کا یہاں کام نہیں۔ پہلے گنوار پن اتارو جب یہاں آنا۔ جاؤ اس وقت تم نے جی برا کر دیا اس لیے تمہارا کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ آدمی کی طرح پرچا دینا چاہیے۔ اس وقت جاؤ اور ایک گھنٹے کے بعد آکر پرچا دینا۔ مگر دینا آدمی کی طرح جب

(۱۶۱) الافاضات ج ۶ ص ۲۴۵

کام ہوگا۔ (۱۶۲)

بات سن کر جواب دینا چاہیے حضرت نے ایک شخص کو تعویذ لکھ کر دیا۔ اور اس کی ترکیب بتلائی۔ اس شخص نے ترکیب سننے کے بعد کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر دریافت فرمایا: جو میں نے ترکیب بتلائی سن لی یا نہیں؟ عرض کیا سن لی۔ دریافت فرمایا: پھر ہاں نہ کا جواب کیوں نہیں دیا؟ یہ تو کہہ دیا ہوتا کہ بہت اچھا۔ (۱۶۳)

بزرگوں کی اجازت سے کام کرنا چاہیے فرمایا: میں نے کبھی کوئی کام اپنے بزرگوں کی اجازت کے بغیر نہیں کیا۔ حتیٰ کہ نوکری چھوڑی وہ بھی اپنے بزرگوں کے ارشاد سے۔ یہی میں اپنے دوستوں کو مشورا دیتا ہوں کہ جو کام کرنا ہو ہمیشہ اپنے بزرگوں سے اس میں پوچھ لیا کرو۔ یہ بڑی برکت کا سبب ہوتا ہے۔ یہ جو آج کل خود رائی پیدا ہو گئی ہے اس کی بدولت لوگ زیادہ برباد ہو رہے ہیں۔ اس نے تو بڑوں بڑوں کو خراب اور برباد کر دیا اس سے سخت اجتناب کی ضرورت ہے۔ (۱۶۴)

سہولت کا انتظام، عقل و نقل کا تقاضا فرمایا: عقل و نقل دونوں کا حکم ہے کہ سہولت کا انتظام کرو اپنے لیے بھی اور دوسروں

---

(۱۶۲) الافاضات ج ۶ ص ۲۴۶

(۱۶۳) الافاضات ج ۶ ص ۲۴۶

(۱۶۴) الافاضات ج ۶ ص ۲۴۸

کے لیے بھی، باقی بعضے نادان ہر انتظام کو سختی سمجھتے ہیں۔ جو سخت غلطی ہے۔ سختی وہ ہے کہ اصول سخت ہوں۔ اگر کوئی شخص کسی کو مضر (نقصان دینے والا) چیزوں سے بچنے پر مجبور کرے تو کیا اس کو سخت کہیں گے۔ میرے یہ تمام قواعد اور اصول راحت ہی کے لیے ہیں تو ان کو سختی کہنا محض جہالت ہے۔(۱۶۵)

تعویذ دیتے وقت کی چند ہدایات فرمایا: ایک شخص نے تعویز کی درخواست کی یہ ذرا دور اور بوڑھے تھے۔ حضرت والا نے ایک صاحب سے جو مجلس میں بیٹھے تھے۔ فرمایا: ان سے کہہ دو کہ میں اس قسم کے امراض کا تعویز گنڈا نہیں جانتا، نہ میں عامل ہوں۔ ہاں برکت کے لیے جو جی میں آئے گا لکھ دوں گا۔ اگر منظور ہو تو زبان سے کہیں کہ لکھ دو۔ عرض کیا کہ لکھ دیجیے۔ فرمایا: یہ بھی ان سے کہہ دو کہ اگر خدانخواستہ نفع نہ ہوا، (اور خدا کرے کہ نفع ہو) تو پھر مجھ سے نہ کہنا کہ کوئی اثر نہیں ہوا، اور نہ اس کام کے لیے میرے پاس دوبارا آنا۔ کبھی مجھ کو ٹھیکہ دار سمجھو۔(۱۶۶)

صحیح اصولوں سے کام کرنے کا فائدہ فرمایا: کئی روز ہوے ایک شخص کا خط آیا تھا کہ میرے دل میں اللہ تعالی ہیں، یہ میرا عقیدہ ہے۔ میں نے جواب میں لکھا تھا کہ اس کی کیا دلیل ہے؟ آج خط آیا

---

(۱۶۵) الافاضات ج ۷، ص ۴۳

(۱۶۶) الافاضات ج ۷، ص ۷۰

ہے۔ پہلا خط بھی ساتھ ہے لکھا ہے کہ میں نے ایک صاحب سے خط لکھوایا تھا اور ان سے اس عنوان سے کہا تھا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کا خیال ہے انہوں نے کہا کہ یہ عنوان صحیح نہیں۔ بل کہ اس طرح تعبیر کیا کرتے ہیں جس طرح لکھا گیا وہ لکھے پڑھے شخص ہیں۔ اس لیے میں خاموش ہو گیا۔ ورنہ نہ میرا یہ عقیدہ ہے اور نہ میرے پاس اس کی کوئی دلیل ہے۔ اب ایسے شخص سے خط لکھوایا کروں گا جو وہاں کا صحبت یافتہ ہو تاکہ گڑبڑ نہ کرے۔

اس پر حضرتِ والا نے فرمایا کہ جو لوگ رعایتوں کا مشورا دیتے ہیں اصل میں وہ بد خواہی کرتے ہیں اگر میں اس پر مواخذہ نہ کرتا تو وہ لکھنے والا شخص یہ کہتا کہ دیکھا اس طرح لکھا کرتے ہیں۔ اسی طرح تعبیر کیا کرتے ہیں۔ اور یہی عقیدہ صحیح ہے۔ مصلح کو مشورا دینا طبیب کو مشورا دینا ہے۔ جس کا ہر شخص اہل نہیں۔ ہاں مریض کو مشورا دینا چاہیے کہ طبیب سے رجوع کرے۔ (۱٦۷)

ہدیہ کا ایک ادب فرمایا: ہدیہ دیتے وقت قیمت نہیں پوچھا کرتے دیتے وقت یہ ہدیے کے آداب میں سے ہے اس سے مہدی (ہدیہ دینے والے) کے دل پر ناگواری کا اثر ہوتا ہے کہ شاید قیمت کی کمی سن کر ہدیہ کو خفیف سمجھیں۔ (۱٦۸)

---

(۱٦۷) الافاضات ج ۷ ص ۸۰

(۱٦۸) الافاضات ج ۷ ص ۱٦۳

بیعت کی درخواست پر چند قیود فرمایا: پچھلے دنوں ایک خط احمد رضا خاں صاحب کے ایک مرید کا آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ میں پچیس سال سے مولوی احمد رضا خاں صاحب سے مرید تھا۔ اب ان عقائد باطلہ سے توبہ کرتا ہوں۔ اور حضرت سے بیعت کی درخواست کرتا ہوں۔ میں نے جواب لکھ دیا کہ جلدی کرنا مناسب نہیں۔ آج ان کا پھر خط آیا ہے۔ لکھا ہے کہ قبل کی حد بتلادی جائے تاکہ میں اس وقت تک کچھ نہ بولوں۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ جب تک میرے چالیس وعظ اور رسائل نہ دیکھ لو اور بیس مرتبہ خط وکتابت نہ کرلو۔ اور دس بار ملاقات نہ کرلو۔ بس یہی حد ہے۔

فرمایا: اگر خلوص اور محبت سے ان کا خیال اس طرف رجوع کرنے کا ہوا تو ان شرائط کو پورا کریں گے۔ یہ سب باتیں تجربے کے بعد معلوم ہوئی ہیں۔ (۱۶۹)

مسئلہ سوچ کر بیان کرنا چاہیئے فرمایا: میں سب سے زیادا مشکل چیز فقہ کو سمجھتا ہوں اور لوگوں کو اکثر اسی پر دلیر پاتا ہوں۔ بہت سوچ کر مسئلہ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ فقہا نے تو کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ فقہا ہی کی اس قدر نظر ہے احکام پر بھی علل پر بھی، سچ تو یہ ہے کہ خدا کی طرف سے ان حضرات کو الہام ہوتا تھا۔ جس سے ایسی دین کی خدمت کی ہے۔ حق تعالیٰ ان کو جزائے خیر

(۱۶۹) الافاضات ج ۷ ص ۸۷

عطا فرمائیں۔ اگر فقہا کی ذات دنیا میں نہ ہوتی تو عالم میں ایک اندھیرا ہوتا۔ دین کے ہر مسئلے کو روشن اور واضح کر دیا۔ اگر فہم سلیم اور عقل کامل ہو تو کوئی دقیقہ باقی نہیں رہا۔ باقی بد فہموں اور بد عقلوں کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ (۱۷۰)

کام کے لیے صدق اور خلوص شرط ہے فرمایا: صدق اور خلوص بڑی چیز ہیں۔ بدوں اس کے کام چلنا یا بننا مشکل ہے۔ یہ آج کل جو اکثر ناکامی ہوتی ہے اس کا سبب عدم خلوص ہی ہے۔ اگر خلوص ہو تو بڑے سے بڑا کام اور سخت سے سخت کام سہل بن جاتا ہے۔

حضرت مولانا دیوبندیؒ نے ایک حکایت بیان فرمائی تھی کہ ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا ایک پیسہ پاس نہ تھا۔ اور اس میں صرف ایک کمال تھا کہ گدھے کی بولی بولنا جانتا تھا۔ ایک سیٹھ نے بولتے ہوئے سن لیا۔ اپنی تفریح کے لیے سفر حج میں اس کو ہمراہ لے لیا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد اسی کمال کی بدولت بدوؤں سے میل ہو گیا ان کی معیت میں مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ دیکھ لیجیے ارادہ حج خلوص سے کیا حق تعالیٰ نے سب آسان فرما دیا۔ (۱۷۱)

قناعت باقی رکھنے کی تدبیر فرمایا: قناعت بھی جب ہی

---

(۱۷۰) الافاضات ج ۷ ص ۳۲۶

(۱۷۱) الافاضات ج ۷ ص ۳۲۶

ہو سکتی ہے جب کہ اپنے حوائج کو محدود رکھے۔ اور حدود سے آگے
بڑھ جانے میں پھر قناعت بھی مشکل ہے۔ (۱۷۲)

شجاعت اور تدبیر جمع ہو سکتی ہیں فرمایا: شجاعت اور تدبیر
ایک جگہ جمع ہو سکتی ہیں۔ دیکھیے شیر جیسا بہادر جانور چھپ کر شکار
کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں ایک جگہ جمع ہو سکتی
ہیں۔ یہ جو عام لوگ کہتے ہیں کہ تدبیر شجاعت کے خلاف ہے
محض غلط ہے۔ (۱۷۳)

زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا فرمایا: محض زبانی جمع خرچ
سے کام نہیں چلتا۔ کام کرنے سے کام چلتا ہے۔ ایک بزرگ نے
بہت اچھی بات کہی۔ بڑے کام کی بات ہے کہ اے عزیز! بزرگوں
کے ملفوظات یاد کرنے کا اہتمام نہ کرو بلکہ اس کی کوشش کرو کہ
تم ایسے ہو جاؤ کہ تمہاری زبان سے بھی وہی نکلنے لگے جو ان کی زبان
سے نکلا۔

اس کی ایک مثال ہے کہ ایک قلعہ ہے اس میں رسد جمع
کرنا ہے تو پانی کا ایک بہت بڑا حوض تیار کرایا اور اس کو بیرونی پانی
سے بھر لیا۔ مگر اس سے اچھا یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا کنواں اندر کھود
لو۔ گو پانی تھوڑا ہو گا مگر آتا رہے گا۔ برابر خرچ کرتے رہو نکالتے

---

(۱۷۲) الافاضات ج ۷ ص ۱۴۵
(۱۷۳) الافاضات ج ۷ ص ۱۴۰

رہو گی نہ ہو گی۔ اسی طرح اپنے اندر کنواں کھدوا لو۔ (۱۷۴)

بیوی اور خاوند کو مطیع بنانے کی تدبیر فرمایا: عورت کو مطیع بنانے کی یہی ایک تدبیر ہے کہ اس کو خوش رکھے اور یہی خاوند کو راضی رکھنے کی تدبیر ہے۔ (۱۷۵)

دوسرے کے نام کا پرچا رکھنا فرمایا: ایک صاحب نے میرے پاس خط بھیجا ہے۔ ایک پرچا دوسرے صاحب کے نام کا اس میں رکھ دیا۔ میں نے ان صاحب سے پوچھ کر جواب تو لکھ دیا مگر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میرے خط میں دوسرے کے نام کا پرچا مت رکھا کرو مجھ کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ میں کہاں پہنچاتا پھروں۔ یا جواب کا انتظام کیا کروں۔

اگر کفایت کا خیال ہے تو اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ ان کے نام خط لکھا کرو اور میرے نام کا پرچا اس میں رکھ دیا کرو وہ مجھ کو دیا کریں۔

ایسی باتوں کا خیال لوگوں کو مطلق نہیں ہوتا کہ ہمارے اس فعل سے دوسرے پر کیا اثر ہوگا جو جی میں آیا کر لیا۔ غور اور فکر سے کوئی کام نہیں کرتے۔ یہ سب اس بے فکری کی خرابی ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں نہ دنیا ہی کی فکر ہے نہ آخرت کی۔ بڑا افسوس ہے۔ (۱۷۶)

---

(۱۷۴) الافاضات ج ۷ ص ۱۴۲
(۱۷۵) الافاضات ج ۷ ص ۱۴۴
(۱۷۶) الافاضات ج ۷ ص ۲۰۲

سفارش لکھنے کا عجیب انداز فرمایا: ایک صاحب نے اپنے مدرسے کے لیے مجھ سے کسی مالدار سے سفارش چاہی تھی۔ میں نے بجائے ترغیب کے ان کو یہ لکھ دیا کہ یہ شخص بہت بڑے متدین ہیں۔ اگر کوئی مدرسہ میں کچھ دے گا یہ مدرسہ میں پہنچادیں گے۔ باقی یہ ترغیب دینا یہ تو آج کل مانگنا ہے۔ مجھ کو اس سے بھی غیرت معلوم ہوتی ہے۔ (۱۷۷)

جوابی لفافہ بھیجنے کا طریقہ فرمایا: بعض لوگ جواب کے لیے لفافہ نہیں بھیجتے۔ صرف ٹکٹ بھیجتے ہیں۔ بعضے لفافہ بھیجتے ہیں مگر اس پر پتا نہیں لکھتے۔ ایسے خطوط کے لیے میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ ان کے ہی خط میں ان کے پتے کا ٹکڑا چسپاں کر دیتا ہوں تاکہ اس کے پہنچنے نہ پہنچنے کے وہی ذمہ دار رہیں۔ میں ذمہ دار نہ بنوں۔ ان کوتاہیوں کا سبب زیادہ تر بے فکری ہے۔ بدفہمی زیادہ سبب نہیں۔

نوٹ:- اس کے بعد معمول بدل گیا کہ سادہ لفافہ لکھے ہوئے پتہ کے مقابل سے کاٹ کر خط رکھ دیا جاتا ہے۔ اور حفاظت کے لیے سی دیا جاتا ہے۔ (۱۷۸)

ارباب افتا کے لیے ہدایت فرمایا: آج کل بعضے علما کا خصوص

(۱۷۷) الافاضات ج ۷ ص ۲۱۰
(۱۷۸) الافاضات ج ۷ ص ۲۲۰

مفتیوں کا یہ طرز نہایت برا ہے کہ سائل کے تابع بن جاتے ہیں۔ خواہ ان کا سوال فضول ہو یا ان کے فہم سے بالاتر ہو۔ جواب ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لیے میں مفتیوں کو تعلیم کیا کرتا ہوں کہ ان سب امور کو سوچ سمجھ کر جواب دیا کریں۔ یہ نہیں کہ بالکل سائل کے تابع بن جائیں۔ بل کہ سائل کو بھی اس کی غلطی پر متنبہ کر دیا کریں۔ (۱۸۹)

تقسیم عمل کا بین الاقوامی ضابطہ

فرمایا: نہایت خلاف اصول اور لغو طریق ہے کہ سب کے سب ایک ہی کام میں لگ جائیں۔ اور ایک ہی طرف متوجہ ہو جائیں۔ دنیا کی متمدن قومیں سب اس پر متفق ہیں کہ تقسیم عمل ہونا چاہیے۔ اگر تمام ملک فوج ہی بن جائے۔ یا پولیس ہی بن جائے۔ یا سب کے سب دفتری ہی بن جائیں تو ہو چکا کام، ہو چکا انتظام، یہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں عقلا کہاں ہیں؟ میں تو کہا کرتا ہوں کہ آج کل کے عاقل آکل ہیں۔ عقل کی ایک بات نہیں۔ صرف اکل کی فکر ہے۔ (۱۹۰)

لطف پیدا ہونے کا اصول

فرمایا: بڑے لطف کی بات ہے کہ چھوٹے تو یہ سمجھیں کہ ہم چھوٹے ہیں۔ اور بڑے یہ سمجھیں کہ یہ چھوٹے نہیں۔ کیسے لطف کی بات ہے۔ اگر سب ایسا کریں تو بہت

---

(۱۷۹) الافاضات ج ۷ ص ۲۲۴
(۱۸۰) الافاضات ج ۶ ص ۲۵۴

ہی راحت رہے۔ اب جو بے لطفی ہے ہو گئی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ چھوٹے تو اپنے کو چھوٹا نہیں سمجھتے۔ اور بڑے ان کو چھوٹا سمجھتے ہیں۔ پھر لطف کہاں بے لطفی ہی ہو گی۔ (۱۹۱)

میری حالت سب کو معلوم رہے فرمایا: میں ہمیشہ یہ چاہا کرتا ہوں کہ میری اصلی حالت آنے والوں کو معلوم ہو جائے۔ میں خفگی کے موقعہ پر خفگی کرتا ہوں۔ نرمی کے موقعہ پر نرمی کرتا ہوں۔ مزاح کے وقت مزاح کرتا ہوں۔ نفلیں کبھی بیٹھ کر پڑھتا ہوں کبھی کھڑے ہو کر۔ نماز کبھی عمامہ باندھ کر پڑھتا ہوں۔ کبھی بلا عمامہ غرض یہ چاہتا ہوں کہ میری سب حالت معلوم ہو جائے۔ دھوکا نہ ہو، کسی کی وجہ سے کسی حالت کا اخفا نہیں کرتا۔ خواہ کوئی معتقد رہے یا نہ رہے۔ مجھ کو اس تلبیس و تصنع سے طبعی نفرت ہے۔ کون مخلوق پرستی کرے۔ مسلمان کا ہر کام، ہر بات اللہ کے واسطے ہونا چاہیے۔ (۱۹۲)

خانقاہ میں لین دین نہ کرنے کا اصول ایک صاحب نے جو کہ خانقاہ میں مقیم تھے دوسرے صاحب سے کوئی معاملہ لین دین کا کیا۔ جو اصول خانقاہ کے خلاف تھا اور وہ بھی ادھار، اس کی اطلاع حضرت والا کو ہوئی، تو ان صاحب کو بلا کر مواخذہ فرمایا کہ بدون

---

(۱۸۱) الافاضات ج ٦ ص ۲۷۲
(۱۸۲) الافاضات ج ٦ ص ۳٦۱

میری اطلاع اور میری اجازت کے ایسا کیوں کیا؟ پھر یہ بتلایئے کہ وہ بے چارے جانے والے ہیں۔ انتظار سے ان کی نجات کی کیا صورت ہے؟ عرض کیا کہ میں ابھی انتظام کروں گا فرمایا جاؤ انتظام کرو۔ اور اس کے بعد مجھ کو اطلاع دو پھر حاضرین سے فرمایا کہ اس قدر اصول پر بھی گڑبڑ کرتے رہتے ہیں۔ مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ کسی مجبوری بیماری وغیرہ میں ایسا کر لیتے ہیں۔ ورنہ تو اکثر پابند ہی ہیں۔ (۱۹۳)

دوسروں کی مصلحت کے خیال کرنے کا ایک نمونہ فرمایا: میں تو دوسروں کی مصلحت کی یہاں تک رعایت رکھتا ہوں کہ سودا سلف لانے کے لیے تو ملازم رکھ رکھے ہیں۔ لیکن اپنی ذاتی خدمت کے لیے کسی کو نہیں رکھا۔ محض اس مصلحت سے کہ اس میں اندیشہ ہے کہ لوگ اس کو مخصوص سمجھ کر کہیں اس کی آؤ بھگت نہ کرنے لگیں یا خود اس کا ہی دماغ خراب ہو جائے کہ میں مخصوصین (حضرت کے قریبی) میں سے ہوں۔ خادمان خاص کے بنانے میں بڑے مفسدے ہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا: اس صورت میں حضرت کی مصلحت فوت ہوتی ہے کہ ہر کام حضرت کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا ہے۔ فرمایا: دوسروں کے مفسدے کے مقابلے میں میری مصلحت

(۱۸۳) الافاضات ج ۷، ص ۳۳

کوئی چیز نہیں۔ (۱۸۴)

علما کی وضع سے متعلق ایک خاص اصول فرمایا: ہماری عزت تو اسی میں ہے کہ حجروں میں بیٹھیں۔ اور جو کچھ ہو سکے اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتے رہیں۔ اور ہم کو ایسی غریبانہ وضع سے رہنا چاہیے کہ غریب سے غریب آدمی بھی آکر رات کو ہم کو جگا سکے۔ چاہے اس جگانے سے ہم لڑ ہی پڑیں۔ مگر وہ اس کی جرأت کر سکے۔ اور علما کو ظاہری شان و شوکت سے رہنا مناسب نہیں۔ اس لیے کہ غریب مسلمان استفادہ نہیں کر سکیں گے۔ میں تو ہمیشہ اس کا خیال رکھتا ہوں۔ (۱۸۵)

خیال رکھنے کی دو باتیں فرمایا: میں خیر خواہی سے عرض کرتا ہوں سب سن لیں۔ یاد رکھنے کی بات ہے۔ اس طریق میں دو چیزیں طالب کے لیے راہزن اور سم قاتل ہیں۔ ایک اپنی غلطی کی تاویل۔ دوسرے اپنے معلم پر اعتراض۔ (۱۸۶)

جوابی لفافہ کے بجائے ٹکٹ رکھنا فرمایا: ایک صاحب کا خط آیا ہے۔ جواب کے لیے بجائے اندر لفافہ رکھنے کے پانچ پیسے کا ٹکٹ رکھا ہے۔ میں اس پر اکثر شکایت لکھا کرتا ہوں کہ اگر بجائے

---

(۱۸۴) الافاضات ج ۸ ص ۱۵۸
(۱۸۵) الافاضات ج ۸ ص ۲۳۱
(۱۸۶) الافاضات ج ۸ ص ۲۳۷

ٹکٹ رکھنے کے لفافہ رکھ دیتے تو مجھ کو پریشانی نہ ہوتی۔ اس لیے کہ بعض اوقات ٹکٹ گر جاتا ہے۔ اس کی تلاش میں تکلیف ہوتی ہے۔ جواب میں ٹکٹ بھیجنے کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ وزن زائد ہو جانے کی وجہ سے ٹکٹ بھیج رہا ہوں۔ میں نے لکھا ہے کہ یہ عذر عجیب ہے۔ وزن کر کے دیکھ لیا ہوتا۔ پھر لکھتے ہیں کہ لفافہ موجود بھی نہیں۔ میں نے لکھا کہ موجود کرنے سے موجود ہو سکتا تھا۔ کچھ پرواہ ہی نہیں کہ ہماری اس حرکت سے دوسرے کو تکلیف ہو گی۔ (۱۸۷)

ایک روپیہ ایک عقل کا ضابطہ

فرمایا: یہ جو مشہور ہے کہ ایک روپیہ ایک عقل، دو روپیہ دو عقل، تجربے کے خلاف اور بالکل غلط ہے۔ تجربہ تو یہ ہے کہ روپیہ ہونے سے عقل کو اور زوال ہوتا ہے۔ اور یہ خود اہل اموال کی اقراری ڈگری ہے۔ وہ اس کے مقر ہیں۔ اور عام طور سے زبان زد ہے کہ سو روپیہ میں ایک بوتل کا نشہ ہوتا ہے۔ تو اگر کسی کے پاس ہزار روپے ہوں تو دس بوتلوں کا نشہ ہوا۔ اور جب ایک چلو شراب میں آدمی الو بن جاتا ہے تو دس بوتلوں میں عقل کہاں؟ اس لیے یہ مقولہ تجربے کی بنا پر محض غلط ہے۔ عقل سے پیسہ کا کیا تعلق۔ ہاں بجائے عقل کے اگر یوں کہا جائے کہ پیسہ پاس ہونے سے اکل (کھانا) بڑھتا ہے۔ تو بالکل

---

(۱۸۷) الافاضات ج۸ ص ۲۸۳

مناسب ہے۔ آج کل عقل کہاں؟ اکل ہے۔ عاقل کہاں؟ آکل ہیں کہ ہر وقت پیٹ کی فکر ہے۔ اس کا نام رکھا ہے عاقل ہیں۔ (۱۸۸)

پچھلے پیروں ہٹ کر چلنا ایک صاحب مجلس سے اٹھ کر پچھلے پیروں ہٹ کر چلے اس پر فرمایا کہ میاں آدمی کی طرح چلو یہ ریل کی طرح آگے پیچھے کیوں ہو رہے ہو۔ اس پر فرمایا کہ جو لوگ پچھلے پیروں ہٹتے ہیں۔ مجھ کو تو اس سے اس قدر گرانی ہوتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ نہ معلوم قبلہ سمجھتے ہیں یا کیا؟ یہ سب پیرزادوں کی بگاڑی ہوئی رسمیں ہیں۔ ایسی حرکات سے بڑا جی الجھتا ہے۔ (۱۸۹)

مضمون نگاری کے متعارف کمال کی حقیقت فرمایا: آج کل اس کو کمال سمجھا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ قلم ہاتھ میں اٹھا کر تمام مضمون کو لکھ دیا جائے۔ دوبار اصلاح کرنے کی ضرورت نہ ہو۔

قاضی ارحم تھانوی لکھتے ہیں کہ ایک شخص ریاست بھوپال میں بڑے عہدہ داروں میں تھے۔ وہ ایک ہی مضمون پر کئی کئی مسودے لکھتے تھے۔ اور اہل کمال میں ان کا یہ کمال مشہور تھا کہ ذہن ترقی کرتا ہے۔ اس لیے تغیر و تبدل کثرت سے ہوتا ہے۔ ذہن میں جمود نہیں۔ عجیب بات ہے۔ (۱۹۰)

---

(۱۸۸) الافاضات ج ۸ ص ۲۳۶
(۱۸۹) الافاضات ج ۸ ص ۲۴۱
(۱۹۰) الافاضات ج ۸ ص ۲۴۹

جمعہ کے دن تعویذ نہ دینے کا اصول فرمایا: تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ تھانہ بھون میں بزرگوں نے جمعہ کے دن کی پینٹھ اسی مصلحت سے رکھی ہے کہ اسی بہانے سے دیہات کے لوگ جمعہ پڑھ لیں، جب سودا وغیرہ لینے آئیں گے جمعہ بھی پڑھ لیں گے۔ مگر مجھ کو ذوقاً یہ پسند نہیں آیا۔ کیوں کہ اس صورت میں جمعہ مقصود بالذات نہیں رہتا۔ مقصود بالذات تو ہوا سودا اور جمعہ اس کے تابع، باقی اپنا اپنا مذاق ہے۔ اسی واسطے میں جمعہ کے روز تعویز نہیں دیتا کہ آئے تو جمعہ کو، لاؤ تعویز بھی لیتے چلیں۔ جیسے آئے تو سودے کو لاؤ جمعہ بھی پڑھ لیں۔ اس وجہ سے جمعہ کے روز تعویذ نہیں دیتا۔ مگر اشد ضرورت اس سے مستثنیٰ ہے۔ مثلاً درد زہ وغیرہ۔ (۱۹۱)

علما کی تبلیغ مؤثر ہونے کا طریقہ فرمایا: جس کے پاس خود سرمایا ہو اس کو تبلیغ کا انتظام کرنا چاہیے۔ مطلب یہ کہ علما اس کے لیے چندہ نہ مانگیں۔ کیوں کہ اس سے علما کی وقعت نہیں رہتی۔ وعظ کہہ کر جہاں چندہ مانگا سب اثر گڑبڑ ہو جاتا ہے۔ بڑے زور و شور کی تقریر گھنٹے دو گھنٹے کی محنت ایک لفظ چندہ کے کہتے ہی سب ختم۔ اس لیے چندہ بھی وہی کرے جس کے پاس سرمایا ہو۔ اور علما صرف تبلیغ کریں۔ اس وقت تبلیغ مؤثر ہو سکتی ہے۔ (۱۹۲)

---

(۱۹۱) الافاضات ج ۷ ص ۲۵۵

(۱۹۲) الافاضات ج ۷ ص ۳۶

اپنے اصول و قواعد پر ذہنی تاثر

فرمایا: میں اپنے اس طرز پر طبعی طور پر کچھ مسرور نہیں۔ مگر عقلی طور پر مسرور ہوں۔ اور مجھ کو جو بد تمیزی پر اس قدر جلد تغیر ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے دل میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ یعنی یہ متکبرین ملاؤں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کو بھی حقیر کر کے دکھلانا چاہیے۔ اور یہ سب اس وقت ہو سکتا ہے کہ ان کی طرف کوئی احتیاج نہ رکھی جائے۔ نہ سفارش کی نہ چندے کی۔ ایسا شخص تو ان کی خبر لے سکتا ہے۔ ان کا دماغ درست کر سکتا ہے۔ اور یہ کام دوسرے کے بس کا نہیں۔ (۱۹۳)

محبت زیادہ نہ کرنے کا اصول

فرمایا: یہ میرے مذاق کے خلاف ہے کہ کسی سے اتنی محبت کی جائے کہ جس کی وجہ سے حقائق پر پردا پڑ جائے۔ ہر چیز کو اپنی حد پر رکھنا واجب ہے۔ اگر غلبۂ حال سے کوئی بات ہو جائے وہ اس قاعدہ سے مستثنا ہے۔ مگر آج کل حدود کی بالکل پرواہ نہیں ہوتی۔

بات بیٹھ کر کرنا چاہیے

فرمایا: ایک شخص نے مجلس میں کھڑے ہو کر حضرت والا سے کچھ عرض کرنا چاہا۔ فرمایا: بیٹھ کر کہو جو کچھ کہنا ہو کھڑے ہو کر کہنے سے مخاطب کے قلب پر بار ہوتا

---

(۱۹۳) الافاضات ج ۷، ص ۱۷۳

ہے۔ جس سے مطلب یہ ہے کہ دیکھو ہم کھڑے ہیں۔ اپنا کام چھوڑ کر پہلے ہمارا کام کرو۔ یہ امرا کے دربار کے آداب ہیں۔ وہاں پر تو بلا اجازت بیٹھنا بھی جرم ہے۔ یہ متکبرین کے آداب ہیں۔ اور ہم تو غریب ملانے ہیں۔ ہمیں یہ بات پسند نہیں۔ (۱۹۴)

ایک دم بڑا کام شروع کرنا غلطی ہے فرمایا: خود یہی بڑی غلطی ہے کہ ایک دم اتنا بڑا کام شروع کردیتے ہیں۔ جس کام کو آدمی سنبھال نہ سکے اس کام کو کرے ہی کیوں؟ اور اگر کرے بھی تو چھوٹے پیمانے پر شروع کرے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی آمدنی کی سبیل فرمادیں تو جس قدر آمدنی بڑھتی رہے کام کو بڑھاتے رہیں۔ جیسے بہ تدریج بچا پرورش پاتا ہے۔ اور ایسا ہی کام دیرپا اور مستقل بھی ہوتا ہے۔ اور اسی کو قوت ہوتی ہے۔ جو رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ (۱۹۵)

کام میں لگے بغیر حقیقت معلوم نہیں ہوتی فرمایا: بدوں کام میں لگے کسی چیز کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے بدوں چکھے ہوئے کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا چاہے تو اس کے لیے کوئی بیان کافی نہیں۔ بہت سی چیزیں ذوقی اور وجدانی ہوتی ہیں۔ ان کو کوئی کیسے بیان کرسکتا ہے۔ (۱۹۶)

---

(۱۹۴) الافاضات ج ۷ ص ۳۳۳
(۱۹۵) الافاضات ج ۷ ص ۳۴۵ (۱۹۶) الافاضات ج ۷ ص ۳۴۹

تبلیغ و افتا کے چند اصول فرمایا: علما نے خود تبلیغ و افتا کے بعض شرائط بیان کیے ہیں۔

چناں چہ من جملہ ان کے یہ ہیں کہ جس کے متعلق افتا و تبلیغ و تعلیم و تربیت کا کام سپرد ہو۔ وہ کسی کی گواہی نہ دے۔

اور ایک میں نے اضافہ کیا ہے تجربے کی بنا پر کہ جس کے متعلق یہ کام ہوں وہ کسی کے معاملے میں فیصل بھی نہ بنے۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے وہ ایک جماعت میں شمار کرلیا جائے گا۔ اور دوسری جماعتوں کے مسلمان اس کے فیوض اور برکات سے محروم ہو جائیں گے۔ اس میں بڑی مضرت کا اندیشہ ہے۔ خصوص دین کا ضرر۔ اس لیے کہ اس زمانے میں ہر شخص آزاد ہے نہ کسی کا کسی پر اثر، نہ کسی کے اعتقاد اور محبت کا اعتبار۔ صرف مطلب اور اغراض تک سب کچھ ہے۔ اگر ان کے خلاف کوئی بات پیش آجائے اسی وقت اثر اور اعتقاد و محبت ختم ہو جائے۔ یہ تجربہ کی باتیں ہیں۔ آج کل علما اور مشائخ فخر کی راہ سے ایسے معاملات میں دخل دیتے ہیں۔ مگر اس سے سخت اجتناب کی ضرورت ہے۔ (۱۹۷)

کسی کی طرف پشت کر کے بیٹھنا مجلس میں ایک صاحب دوسرے صاحب کی طرف پشت کر کے بیٹھے۔ مؤاخذہ فرماتے ہوئے فرمایا: یہ کون سی انسانیت اور تہذیب ہے کہ ایک مسلمان کی

---

(۱۹۷) الافاضات ج ۷ ص ۳۶۴

طرف جگہ وسیع ہونے کے باوجود بلاضرورت پشت کرکے بیٹھ گئے۔ کیا یہ بھی خبر نہیں کہ کسی مسلمان کی طرف بدوں کسی سخت مجبوری کے پشت کرنا زیبا نہیں۔ آداب مجلس کے خلاف ہے۔ کیا ایسی موٹی موٹی باتیں بھی محتاج تعلیم ہیں۔ یہ باتیں تو ہر انسان میں امر فطری ہیں۔ (۱۹۸)

تاریخ معلوم کرنے کا ایک ضابطہ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! یہ سنا ہے کہ جس دن رجب کی چوتھی تاریخ ہوتی ہے اسی دن رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ فرمایا: یہ اکثری ہے پھر رجب اور رمضان ہی کی تخصیص نہیں سب مہینوں میں یہ بات ہے کہ جس مہینے کی جس روز چوتھی ہوگی اس سے تیسرے مہینے کی اسی روز پہلی ہوگی۔ مثلاً محرم کی جس دن چوتھی ہوئی صفر کا مہینہ چھوڑکر ربیع الاول کی اس دن پہلی ہوگی۔ (۱۹۹)

مسئلہ دریافت کرنے کا ایک ادب ایک صاحب نے عرض کیا: حضرت! ڈاک خانے کے سود کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس کو کیا کرنا چاہیے؟

فرمایا: یہ بات مجلس میں پوچھنے کی نہیں۔ مجلس میں ہر قسم

---

(۱۹۸): الافاضات ج۸ ص ۲۸

(۱۹۹) الافاضات ج۸ ص ۶۰

کے لوگ ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض کی سمجھ میں نہ آئے۔ اور حدود سے گزر کر کیا کرید شروع کر دے۔ اور ہر بات ہر شخص کی سمجھ میں آنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ یہ سب میرے تجربے ہیں۔ ہر بات کا موقعہ اور محل ہوتا ہے۔ اس طرح پر ہر بات نہیں پوچھا کرتے۔ اس کو خط سے پوچھ لینا۔ (۲۰۰)

ایک صاحب کے چادر سے منہ ڈھکنے پر تنبیہ ایک صاحب مجلس میں اس طرح پر بیٹھے تھے کہ تمام منہ چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ حضرت والا نے دیکھ کر فرمایا: چوروں کی طرح یا جیسے کوئی سی آئی ڈی ہوتا ہے کیوں بیٹھے ہو؟ کیا مجلس میں بیٹھنے کا یہی طریقہ ہے؟ آخر یہ عورتوں کا سا گھونگھٹ کیوں نکال رکھا ہے؟ اگر کوئی خاص وجہ ہے تو اس کو بیان کر دو تاکہ معلوم ہو، عرض کیا: کوئی خاص وجہ تو نہیں۔ فرمایا: پھر اس حرکت کا منشا کیا ہے؟ اس کا جواب اس قدر آہستہ سے دیا کہ کوئی بھی نہ سن سکا۔ فرمایا: دیکھا گھونگھٹ کا اثر۔ آواز بھی عورتوں ہی جیسی ہو گئی۔ کیا حلق بند ہو گیا۔ کم از کم آدمی اس طرح تو بولے کہ دوسرا سن لے۔ (۲۰۱)

شریعت کے جامع اور ابدی اصول فرمایا: شریعت کے کلیات و جزئیات اس قدر جامع ہیں کہ آج کل ٹیلی فون، ٹیلی

---

(۲۰۰) الافاضات ج۸ ص ۶۳

(۲۰۱) الافاضات ج۸ ص ۹۳

گراف، گراموفون یہ جس قدر نئی نئی چیزیں ایجاد ہوئی ہیں۔ ان سب کے احکام شریعت مقدسہ میں موجود ہیں۔ سائل جب ان کے احکام معلوم کرنا چاہتے ہیں نہایت سہولت سے جواب دے دیے جاتے ہیں۔ شریعت مقدسہ کے ایسے پاکیزہ اور جامع اصول ہیں کہ کسی نہ کسی کلی میں داخل ہو کر احکام جزئی نکل آتے ہیں۔ فقہاء نے اس قدر محنت کی ہے حق تعالیٰ ان کو جزائے خیر مرحمت فرمائے۔ (۲۰۲)

اصلاح رسم کی حکیمانہ تدبیر فرمایا: بعض جگہ قدم چھونے کی رسم بھی عام ہو گئی ہے۔ میں جب نواب صاحب کی دعوت پر ڈھاکہ گیا تھا تو وہاں پر اس قسم کی حالت دیکھی کہ جو آتا ہے وہی پیروں کو چھوتا ہے۔ میں نے منع کیا: کسی نے نہیں مانا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ تم لوگ یوں نہ مانو گے۔ ترکیب کی ضرورت ہے۔ پھر میں نے یہ کیا: جو شخص میرے پیر چھوتا میں اس کے پیر چھوتا۔ اس پر گھبرا کر کہتے کہ اجی حضرت یہ کیا؟ میں بھی کہتا: اجی حضرت یہ کیا؟ میں نے یہ بھی کہا: اگر یہ بات اچھی ہے تو مجھ کو بھی کرنے دو۔ اگر بری ہے تو تم بھی مت کرو۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ کسی کے لیے اچھی ہو اور کسی کے لیے بری۔ ورنہ دلیل لاؤ تب وہ لوگ سمجھے کہ یہ تو پیٹ بھر کر گنوار ہے۔ جب پیچھا چھوٹا۔ (۲۰۳)

---

(۲۰۲) الافاضات ج۸ ص۱۳۱

(۲۰۳) الافاضات ج۸ ص۱۵۷

خالی وقت میں گھر کا کام کیا جائے فرمایا: بے کار وقت کھونا نہایت ہی برا ہے۔ اگر کچھ بھی کام نہ ہو تو انسان گھر کے کام میں لگ جائے۔ گھر کے کام میں لگنے سے دل بھی بہلتا ہے۔ اور عبادت بھی ہے۔ یہ مجمعوں میں بیٹھنا خطرے سے خالی نہیں۔ کسی کی حکایت کسی کی شکایت، بعض مرتبہ غیبت تک نوبت آجاتی ہے۔ اس سے اجتناب کی ضرورت ہے۔ (۲۰۴)

درمیان میں مصافحہ کرنا خلاف اصل ہے ایک صاحب نے جو ایک روز قبل سے خانقاہ میں مقیم تھے مجلس میں آکر بیٹھنے سے قبل مصافحہ کیا۔

فرمایا: غالبًا آپ تو کل سے آئے ہوئے ہیں۔ عرض کیا: جی- دریافت فرمایا: پھر یہ مصافحہ اس وقت کیسا؟ اس لیے کہ مصافحہ آنے کے وقت ہے یا جانے کے وقت۔ کیا آپ اس وقت جارہے ہیں؟ عرض کیا: اس وقت تو نہیں جارہا ہوں۔ فرمایا: پھر اس وقت مصافحہ کی کیا وجہ ہے؟ عرض کیا: اور بھی بعض حضرات نے مصافحہ کیا اس خیال سے میں نے بھی کرلیا۔ فرمایا: یہ تو ابھی گاڑی سے آئے ہیں۔ اور تم کل آئے ہو۔ پھر یہ قیاس کیسا؟ اور یہ کہنا کہ بعض نے کیا خود اس کا اقرار ہے کہ بعض نے نہیں کیا تو اس سے تم کو شبہ ہو جانا چاہیے تھا کہ بعض نے کیوں نہیں کیا۔ اگر معلوم نہیں

(۲۰۴) الافاضات ج ۸ ص ۳۰۴

تھا تو کسی سے معلوم کر لیتے۔ آخر خدا نے عقل دی۔ فہم دیا تو اس سے کام لینا چاہیے۔(۲۰۵)

جس پر شبہ ہو اسی سے حل کرنا بے ادبی ہے فرمایا: آج کل مدعیان محبت کی یہ حالت ہے کہ جہاں کسی دوسرے نے کچھ کہہ دیا اور مذبذب ہو گئے۔ (یعنی شک میں پڑ گئے) بھلا جس سے محبت ہو اول تو اس کی نسبت شبہ کا ہونا ہی مشکل ہے۔ اور اگر ہو بھی تو محبت والا تو اس کو خود بخود دفع کر دیتا ہے۔ اور اگر خود دفع نہ کر سکے تو کسی دوسرے سے حل کر لیا جائے۔ یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے کہ جس کے متعلق شبہ ہو اسی سے سوال کیا جائے۔ اس خط میں مجھ پر ہی شبہ اور مجھ ہی سے سوال ہوا۔

سیدنا یوسف علیہ السلام تو فرمائیں: وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي - اور میں کہوں اُبَرِّئُ نَفْسِي۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ خدا معلوم لوگوں سے فہم کہاں رخصت ہو گیا۔(۲۰۶)

سودا ادھار لینے کی رسم فرمایا: سودا ادھار لینے میں معصیت کا درجہ تو نہیں جب کہ اس میں سود نہ ہو مگر دنیا کا خسارا تو ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ادھار میں آٹھ آنے کی چیز بارہ آنے میں لیتے ہیں۔ حتی الامکان اس سے بھی ہر مسلمان کو بچنا چاہیے۔

---

(۲۰۵) الافاضات ج ۸ ص ۳۰۲

(۲۰۶) الافاضات ج ۸ ص ۳۰۵

بعض لوگوں میں یہ مرض بھی ہوتا ہے کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے خانگی اشیا ادھار خریدتے ہیں۔ (۲۰۷)

حد سے گزری ہوئی ہر بات مذموم ہے فرمایا: حد سے گزر کر ہر چیز مذموم ہے۔ حدیث پاک میں ہے: حد سے گزر کر دوستی مت کرو ممکن ہے کہ کسی دن بغض ہو جائے۔ اسی طرح حد سے گزر کر دشمنی مت کرو ممکن ہے کہ پھر تعلقات دوستی کے ہو جائیں تو اس وقت شرمندگی ہوگی کہ ہم نے اس شخص کے ساتھ کیوں دشمنی کی تھی۔

غرض اسلامی تعلیم میں ہر طرح کی راحت ہی ہے۔ کیسی پاکیزا اور عجیب تعلیم ہے۔ سبحان اللہ یہ باتیں ہیں قابل وجد۔ (۲۰۸)

دعائیہ الفاظ سنا کر کہنے پر اصلاح ایک صاحب نے حضرت والا کے لیے کچھ دعائیہ الفاظ کہے۔

فرمایا: یہ مجھ کو کیوں سنائے؟ خواہ مخواہ رشوت کا شبہ ہوتا ہے۔ چپکے سے دعا کر لیتے۔ ہر چیز کی حدود ہیں۔ جو چیز حد سے گزرے گی وہی ناپسند ہے۔ (۲۰۹)

---

(۲۰۷) الافاضات ج۸ص ۳۱۳

(۲۰۸) الافاضات ج۸ص ۳۲۷

(۲۰۹) الافاضات ج۹ص ۶

کھانا قبول کرنے میں ایک اہم اصول

فرمایا: بحمد اللہ یہاں پر ہر کام اور ہر بات کا قاعدہ ہے۔ بدون قاعدہ کوئی کام نہیں۔ اور نہ بے قاعدہ کوئی تعلیم دی جاتی۔ پہلے قاعدے کی پھر اور چیزوں کی تعلیم ہوتی۔ حتی کہ میرے یہاں اس کا بھی قاعدہ ہے کہ اگر کہیں سے مثلاً کھانا پکا ہوا آئے۔ یا دودھ وغیرہ آئے تو اگر لانے والا شناسا اور معتمد ہے تو لیا جاتا ہے اگر غیر شناسا ہے نہیں لیا جاتا۔ ان قواعد پر کوئی اعتراض کرے تو کیا علاج؟(۲۱۰)

دینی مشغولی دنیوی انتظام سے مانع نہیں

فرمایا: اگر انسان کو کسی دین کے کام میں مشغولی ہو اور اس وجہ سے وہ اپنے دنیوی کاروبار کی دیکھ بھال نہ کر سکے تو یہ بھی اس کی کوتاہی ہے۔ کیوں کہ دین کے اندر مشغولی دنیوی امور کے انتظام سے مانع نہیں۔ بل کہ اور داعی ہے۔ کیوں کہ اس انتظام سے دین میں بھی اعانت ہوتی ہے۔ لیکن جو شخص دین کے کام میں بھی مشغول نہ ہو اور پھر وہ اپنی دنیا کے انتظام کی طرف توجہ نہ کرے تو اس کے پاس تو کوئی عذر ہو ہی نہیں سکتا۔(۲۱۱)

تازہ غم میں نصیحت نہیں کرنا چاہیے

فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیے کہ تازہ غم میں کبھی وعظ ونصیحت نہیں کرنا چاہیے۔ ایسی حالت میں وہ

---

(۲۱۰) الافاضات ج۹ ص۸

(۲۱۱) الافاضات ج۹ ص۱۷۳

نصیحت اس مصیبت زدہ کے لیے چنداں مفید نہیں ہوتی بلکہ مضر
ہوتی ہے۔ اور وجہ اس کے مضر ہونے کی یہ ہے کہ اس وقت
نصیحت تو ہوتی ہے اس بات کی کہ اپنے جی پر غم کو روکو اور وہ
مصیبت زدہ اس کو سن کر کوشش بھی کرتا ہے غم کے روکنے کی۔
مگر چوں کہ اس وقت غم کی شدت ہوتی ہے اس لیے اس کے
روکنے سے یہ بات تو ہوتی نہیں کہ غم دور ہو جائے۔ بس یہ ہوتا
ہے وہ غم دل کے دل میں رہتا ہے۔ اور زیادہ عرصہ تک دل میں
اس غم کے رہنے سے اس مصیبت زدہ کے قلب میں ایک گھٹن پیدا
ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس مصیبت زدہ کے اندر
مختلف امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور غم جوں کا توں قلب کے
اندر موجود رہتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ اس وقت کی نصیحت سے
اس مصیبت زدہ کو کچھ نفع پہنچے، نقصان ہوتا ہے۔

بس شدتِ غم کے وقت تو یہ مناسب ہے کہ اس مصیبت
زدہ سے ایسی باتیں کرے کہ جس سے اس کا صدمہ اور بڑھے کہ
ہائے اتنا مال چلا گیا۔ تمہارا اتنا نقصان ہوا۔ اور ایسی باتیں نہ کرے
کہ ارے میاں! کیوں فکر میں پڑے ہو، اتنا صدمہ کیوں کرتے ہو۔
بس جہاں تک ہو سکے اس کی کوشش کرے کہ اس مصیبت زدہ
شخص کی طبیعت دوسری طرف مشغول رہے۔ اس حادثے کی

طرف توجہ نہ ہونے پائے۔(۲۱۲)

مصافحے میں ہاتھوں کو پکڑے رہنا فرمایا: بعض لوگ مصافحے میں ہاتھ پکڑے رہتے ہیں۔ چھوڑتے نہیں۔ اس سے حضرت اقدس کو بڑی الجھن ہوتی ہے۔اور اکثر اظہار ناراضی فرمایا کرتے ہیں۔ کسی کے ہاتھوں کو خوامخواہ محبوس (قید) کرلینا ویسے بھی برا ہے۔بالخصوص حضرت اقدس کے مبارک ہاتھوں کو جو اکثر اوقات کام ہی میں مشغول رہتے ہیں۔اور صرف بضرورت مصافحہ تھوڑی دیر کے لیے فارغ کرلیے جاتے ہیں۔(۲۱۳)

فضول کام سے بچنے کا ایک خاص واقعہ فرمایا: میں بعد نماز عشا ایک بار وعظ کہہ رہا تھا کہ ایک شخص نے وعظ سے فارغ ہوتے ہی مجھ کو ایک پرچہ دیا۔ اور چلا گیا۔ بعد وعظ میں نے اس کو بلا پڑھے ہوے دیا سلائی سے جلادیا۔اس پر احباب نے بہت تعجب کیا کہ بے پڑھے دل کو کیسے چین آیا۔میں نے کہا اگر کوئی بات قابلِ جواب اور قابل اہتمام ہوتی تو وہ شخص ہی بے جواب لیے کیوں چلا جاتا۔ جب کسی کے نزدیک وہ قابل اہتمام نہ تھی تو میں اس کے پڑھنے میں اپنا وقت کیوں ضائع کرتا۔ اس نے تو ایک فضول حرکت کی ہی تھی میں کیوں فضول حرکت کرتا۔(۲۱۴)

---

(۲۱۲) الافاضات ج۹ ص ۱۸۰
(۲۱۳) الافاضات ج ۹ ص ۱۹۴ (۲۱۴) الافاضات ج۹ ص ۲۹۶

دوسرے کو اپنے غصہ سے بچانا چاہیے

کھانے کے وقت حضرت اقدس کے سامنے پکی ہوئی مچھلی آئی حضرت اقدس کے ایک خاص الخاص عزیز نے سہولت کے لیے کانٹے نکالنے چاہے تو منع فرمایا۔ اور مصلحت یہ بیان فرمائی کہ اگر ان سے کانٹے نکلواتا تو اس میں یہ خرابی تھی کہ اگر کوئی کانٹا آجاتا تو ان پر غصہ آتا کہ کیسا ناتمام کام کیا۔ اور اب اگر کوئی کانٹا آگیا تو خود اپنے پر غصہ آئے گا میں یہ چاہتا ہوں کہ نہ کسی پر خواہ مخواہ میرا بار پڑے نہ کسی کا مجھ پر پڑے۔ (۲۱۵)

سفارش کرنے کا ایک بے خطر طریق

فرمایا: چند روز سے میں نے ایک بہت بے خطر طریقہ سفارش کرنے کا نکال لیا ہے۔ سفارش چاہنے والے سے کہہ دیتا ہوں کہ جس سے تم میری سفارش چاہتے ہو اس کے نام پہلے تم خود ایک درخواست لکھ لاؤ۔ اور ان سے جو کچھ التجا کرنی ہے وہ اس میں تحریر کردو پھر میں اپنی معلومات کے مطابق اس پر اپنی تصدیق لکھ دوں گا۔ کیوں کہ مجھے یہ گوارا نہیں کہ خود رہیں مخدوم بنے ہوئے اور ہمیں بتائیں خوشامدی۔ میں کیوں خواہ مخواہ التجا کروں۔ التجا تو وہ خود کرے جس کی غرض ہو۔ باقی تصدیق سفارش کرنے والا کردے۔ (۲۱۶)

---

(۲۱۵) الافاضات ج۹ ص ۳۷۷
(۲۱۶) الافاضات ج۹ ص ۶۰

جس سامان میں کوئی چیز آئی اس کو واپس کرنا چاہیے ایک صاحب نے کچھ ہدیہ ایک معمولی سی ٹوکری میں رکھ کر پیش کیا ان کے چلے جانے کے بعد خادم سے فرمایا کہ گو یہ ٹوکری بہت معمولی سی ہے لیکن اس کو واپس دے آنا۔ پھر حاضرین سے فرمایا کہ میں ایسی چیزوں کے لیے یہ بھی نہیں پوچھتا کہ واپس ہو گی یا نہیں؟ بل کہ واپس ہی کر دیتا ہوں۔ پھر اگر ان کا ارادہ واپس لینے کا نہ ہو تو واپسی کے وقت بھی تو دے سکتے ہیں۔ پوچھنے میں تو یہ احتمال ہے کہ در اصل خیال تو واپس لینے کا ہو لیکن پوچھتے وقت اس ارادے کو ظاہر کرتے ہوے شرمائیں۔ اور بادل نخواستہ رکھ لینے کے لیے کہہ دیں۔ (۲۱۷)

بطور یادگار کوئی چیز دینے کا طریق ایک رئیس زادے کا ایک ادنا کرتا دیا ہوا ان کی رضامندی سے واپس فرمایا تو اس خیال سے کہ ان صاحب کی دل شکنی نہ ہو یہ تحریر فرمایا:

اس کو بطور یادگار محبت کے اپنے پاس رکھیے گا۔

پھر فرمایا کہ میں نے یہ الفاظ ان کی خاطر سے لکھ دیے ہیں تاکہ ان کو واپس لینے میں عار نہ ہو۔ اس پر عرض کیا گیا کہ وہ تو اس کو تبرک سمجھیں گے۔ فرمایا وہ جو کچھ سمجھیں۔ (۲۱۸)

---

(۲۱۷) الافاضات ج ۱۰ ص ۶۱

(۲۱۸) الافاضات ج ۱۰ ص ۸۰
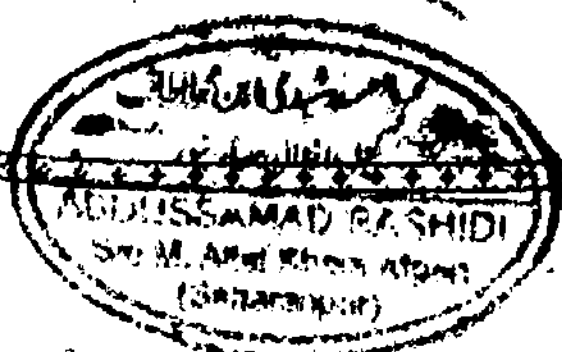
قرعہ اندازی سے تقسیم بے خطر ہے فرمایا: میں تقسیم کے وقت یہ کرتا ہوں کہ چیز کے حصے لگا کر رکھ دیے۔ اور اس ڈھیر کے پاس ایک ایسے بچے کو جو زیادہ سمجھ دار نہ ہو بلا کر سب مستحقین کے نام پرچوں پر لکھ کر اس کو دے دیتا ہوں کہ ان میں سے کیف ما اتفق ایک ایک پرچہ نکال کر ہر حصہ پر رکھ دو۔ اب کسی کو شکایت نہیں ہر شخص سمجھتا ہے کہ جو چیز جس کے حصے میں آ گئی اپنی اپنی قسمت۔(۲۱۹)

بچے کی تربیت کا ایک اہم اصول فرمایا: ایک صاحب نے بڑی حکمت کی بات کہی۔ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ وہ یہ کہ اگر بچہ کسی چیز کو مانگے تو یا تو اس کی درخواست اول وہلہ ہی میں پوری کر دے۔ اور اگر پہلی بار میں انکار کر دیا تو پھر خواہ بچہ کتنا ہی اصرار کرے ہرگز اس کی ضد پوری نہ کرے۔ ورنہ آئندہ اس کو یہی عادت پڑ جائے گی۔(۲۲۰)

فتاوی لکھنے میں ایک اہم ضابطہ فرمایا: مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے یہاں یہ انتظام تھا کہ اگر فتاوی میں جواب لمبا ہونے کی وجہ سے کہیں کاغذ میں جوڑ لگانے کی ضرورت ہوتی تو اس جوڑ پر بھی اپنی مہر کر دیتے تھے تاکہ تزویر (دھوکے) کا شبہ نہ ہو۔

---

(۲۱۹) الافاضات ج۱۰ص ۱۱۶

(۲۲۰) الافاضات ج۱۰ ص ۳۲۵

احقر جامع عرض کرتا ہے کہ ایک بار حضرت والا نے ایسے ہی جوڑ پر دونوں پر دستخط کے لیے حکم دیا۔ (۲۲۱)

فتاوی کے اندر توسع چاہیے

فرمایا: فتاوی کے اندر توسع چاہیے۔ تاکہ عاملین کو تنگی نہ ہو۔ مگر جہاں توسع میں اندیشہ ہو کہ لوگ اس امر کے متعلق یہ معلوم کر کے کہ جائز ہے بعض ایسی باتوں کو جائز سمجھ لیں گے کہ جو باجماع ناجائز ہیں تو ایسے موقع پر توسع نہ چاہیے۔ اگرچہ ایسے موقع پر توسع نہ کرنے سے بعض باتیں پس جائیں گی۔

اس کے بعد فرمایا: بعض مرتبہ میں ایک جائز بات کی اجازت مقتدا کو نہیں دیتا جس میں کہ لوگ اس مقتدا کے فعل کو سند پکڑیں گے ناجائز چیزوں کا ارتکاب کرنے لگیں گے۔ اور عامی شخص کو اسی بات کی اجازت دے دیتا ہوں کیوں کہ یہاں یہ اندیشہ نہیں ہوتا کہ لوگ اس کی اقتدا کریں گے۔ (۲۲۲)

---

(۲۲۱) الافاضات ج۱۰ ص۲۸۱

(۲۲۲) الافاضات ج۱۰ ص۲۷۶

مکتوب حضرت تھانویؒ بنام حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ بابت اجازت بیعت

مخفقی مولوی محمد شفیع مدرس دارالعلوم دیوبند السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بے ساختہ قلب پر وارد ہوا کہ آپ کو دوسرے بعض احباب بیعت وتلقین کی طرح اجازت
دوں پس توکلاً علی اللہ ارادہ پر عمل کرنے کے لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق
آپ کے یہاں درخواست کرے تو قبول کرلیں اس میں متعلم کے ساتھ معلم کو بھی نفع ہوتا ہے۔
میں بھی دعاء کرتا ہوں اور اپنے خاص محبین پر اس کو ظاہر بھی کردیجئے۔ احتیاطاً بیرنگ لفافہ بھیجتا ہوں۔

بندہ اشرف علی

از تھانہ بھون

ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ

فضل الودود جدید مترجم وشرح ابوداؤد کامل

سنن نسائی شریف مترجم مع مختصر شرح نسائی شریف

تحفۃ الواعظین جدید ترجمہ تنبیہ الغافلین

جہیز ایک سماجی لعنت

نور الابصار فہرست مسائل ردِّ المحتار فتاویٰ شامی

دار العلوم اور دیوبند کی چند تاریخی شخصیات

سیرت سیّدنا حضرت یوسف علیہ السلام

سیرت حضرت سلیمان وحضرت داؤد علیہ السلام

اسلام کا نظام شرعی عدالت حیلہ ناجزہ جدید

قرآن اور فقہی احکام وجدید مسائل کے شرعی احکام

کمپوز کتابت:۔ واصف کمپیوٹر سینٹر نزد جامع مسجد دیوبند
Mob.9358163014